www.KitaboSunnat.com

محمد زبیر تیمی ☆

آرتھر جیفری اور کتاب المصاحف

رشد قراءات نمبر حصہ اول میں قراءات قرآنیہ کے بارے میں آرتھر جیفری کے نقطہ نظر کا ایک بھرپور علمی جائزہ جناب ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری صاحب نے اپنے مضمون 'اختلاف قراءات قرآنیہ اور مستشرقین' میں لیا ہے۔ حافظ محمد زبیر جناب ڈاکٹر اکرم چوہدری صاحب کے براہِ راست شاگرد ہیں۔

ڈاکٹر اکرم چوہدری صاحب کے مضمون میں آرتھر جیفری کے نقطہ نظر کا کافی وشافی اصولی و بنیادی رد موجود ہے۔ حافظ صاحب نے اپنے اُستاد محترم کے اس موضوع کو آگے بڑھاتے ہوئے آرتھر جیفری کے قرآن پر جزوی اور فروعی اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ آرتھر جیفری کے نقطہ نظر کا کافی وشافی اصولی و بنیادی رد موجود ہے۔ حافظ صاحب نے اپنے استاذ محترم کے اس موضوع کو آگے بڑھاتے ہوئے آرتھر جیفری کے قرآن پر جزوی اور فروعی اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ آرتھر جیفری نے ابن ابی داؤد کی کتاب 'کتاب المصاحف' پر تحقیقی کام کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ جس طرح عیسائیوں میں انجیل کے ایک سے زائد نسخے موجود ہیں اور موجودہ چار انجیلیں بھی تقریباً ۷۰ کے قریب اناجیل میں سے انتخاب ہیں۔ اس طرح صدر اول میں کئی قسم کے قرآن موجود تھے۔ آرتھر جیفری نے اپنی کتاب 'Materials for the History of the Text of the Quran' میں ۱۵ صحابہ اور ۱۳ تابعین کے ۱۲۸ ایسے نسخوں کا تعارف کروایا ہے جو مصحف عثمانی سے بھی مختلف تھے اور ان میں باہم ۲۴۰۰ اختلافات تھے۔ حافظ صاحب نے اس کتاب کا ایک تفصیلی جواب اپنے اس مضمون میں دیا ہے اور صحابہ وتابعین کی طرف منسوب ان مصاحف کی حقیقت کو واضح کیا ہے۔ [ادارہ]

ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کا تعارف

ان کا نام عبد اللہ بن سلیمان بن اشعث بن بشیر بن شداد بن عمرو بن عمران ازدی سجستانی ہے۔ کنیت ابوبکر ہے۔ ۲۳۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ۳۱۶ھ میں وفات پائی۔ جس دن ان کی وفات ہوئی ۳ لاکھ افراد ان کے جنازے میں شریک ہوئے اور تقریباً ۸۰ مرتبہ ان کا جنازہ پڑھا گیا۔ [کتاب المصاحف مع تحقیق الدکتور محب الدین واعظ: ۱۵-۱۶]

ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد محترم امام ابوداؤد رحمہ اللہ سے حاصل کی۔ امام ابوداؤد علم کے حصول کی خاطر سفر میں اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ امام صاحب اپنے بیٹے کو خراسان، اصبہان، فارس، بصرۃ، بغداد، کوفہ، مکہ، مدینہ، شام، مصر، جزیرہ، جبال اور ثغور کے علاقوں میں لے کر گئے جہاں وہ اساتذہ سے روایات سنتے بھی تھے اور لکھتے بھی تھے۔ [أیضاً: ص ۱۸]

ابن ابی داؤد رحمہ اللہ پر جرح وتعدیل

ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کے بارے جرح وتعدیل دونوں منقول ہیں۔

☆ فاضل کلیۃ الشریعۃ، جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن ابی داوٗد رحمہ اللہ کی تعدیل

جمہور ائمہ جرح وتعدیل اور محدثین نے ابن ابی داوٗد رحمہ اللہ کو ثقہ راوی قرار دیا ہے:

- ابو حامد بن اسد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن سلیمان بن اشعث جیسا عالم نہیں دیکھا۔
- ابو الفضل صالح بن احمد الحافظ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو بکر عبداللہ بن سلیمان اہل عراق کا امام ہے۔ انہوں نے مختلف شہروں سے علم حاصل کیا، سلطان نے ان کیلئے ایک منبر بنایا ہے جس پر بیٹھ کر وہ اسکے سامنے حدیث بیان کرتے ہیں۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سمجھدار، عالم، حافظ اور زاہد آدمی تھے۔

- امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ثقہ تھے لیکن حدیث میں بہت زیادہ غلطیاں کرتے تھے۔
- ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اصحاب حدیث کے ہاں مقبول ہیں۔ ان کے والد نے ان کے بارے میں جو کلام کیا ہے، مجھے نہیں معلوم انہوں نے اس میں کیا دیکھ کر اس کے بارے میں ایسی بات کی ہے۔
- خلیلی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حافظ، امام وقت، نشان علم، متفق علیہ اور امام ابن امام تھے۔ [أیضاً: ۳۴، ۳۵]

ابن ابی داوٗد پر جرح

بعض ائمہ سے ابن ابی داوٗد رحمہ اللہ پر جرح بھی منقول ہے۔ ان میں انکے والد محترم امام ابو داوٗد رحمہ اللہ پیش پیش ہیں۔ امام ابو داوٗد رحمہ اللہ اپنے بیٹے کے بارے میں فرماتے ہیں: [ابني عبد الله هذا كذاب] یعنی میرا یہ بیٹا عبداللہ جھوٹا ہے۔

- ابن صاعد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ابن ابی داوٗد رحمہ اللہ کے بارے میں ہمیں وہی بات کافی ہے جو اس کے والد محترم نے اس کے بارے میں کہی ہے۔

ابراہیم اصبہانی رحمہ اللہ نے بھی ابن ابی داوٗد کو 'کذاب' کہا ہے۔ [سیر أعلام النبلاء: ۲۵/۲۲۶، مؤسسة الرسالة]

ابن ابی داوٗد رحمہ اللہ کے بارے میں ابراہیم اصبہانی رحمہ اللہ اور ابن صاعد رحمہ اللہ کے اقوال کی بنیاد بھی امام ابو داوٗد کا قول ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن ابی داوٗد رحمہ اللہ کے بارے میں ابن صاعد رحمہ اللہ اور ابن جریر رحمہ اللہ کے اقوال کا اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ ان میں عداوت ومخاصمت معروف تھی۔

امام ابو داوٗد رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے پر کذب کی جو تہمت لگائی ہے اس کے کئی ایک جواب دیے گئے ہیں۔ امام ذہبی رحمہ اللہ کا کہنا یہ ہے کہ اگر یہ تہمت صحیح سند سے ثابت ہو تو اس سے مراد دنیاوی کلام میں جھوٹ ہے نہ کہ حدیث نبوی میں۔ اور امام صاحب کا یہ قول عبداللہ کی جوانی کے وقت کا ہے۔ بعد میں جب عبداللہ خود امام اور شیخ بن گئے تو یہ بری عادت بھی ان سے جاتی رہی۔ [کتاب المصاحف مع تحقیق الدکتور محب الدین واعظ: ۲۴]

ڈاکٹر محبّ الدین واعظ کا کہنا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کے بارے میں یہ بات اس لیے کہی تھی کہ وہ اپنے علم کے بارے میں کچھ زیادہ ہی خوش فہم تھے اور اپنے علمی دعووں میں مبالغہ آرائی سے کام لیتے تھے۔ اس کی تصدیق ابن ابی داوٗد رحمہ اللہ کے اس مکالمے سے بھی ہوتی ہے جو ان کے اور شیخ ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ کے مابین ہوا اور خود ابن ابی داوٗد رحمہ اللہ نے اس کو نقل کیا ہے۔ ابن ابی داوٗد رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ایک دن ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ سے کہا: مجھے امام مالک رحمہ اللہ کے غرائب میں سے کوئی حدیث بیان کریں۔ شیخ ابو زرعہ رحمہ اللہ نے وہب بن کیسان کی حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی : 'لا تحصی فیحصی علیك' اس روایت کو انہوں نے عبد الرحمٰن بن شیبہ سے بیان کیا حالانکہ وہ 'ضعیف' راوی ہے۔ میں نے اس پر شیخ ابوزرعہ رحمہ اللہ سے کہا: آپ اس روایت کو مجھ سے نقل کریں: میں اسے احمد بن صالح سے' وہ عبد اللہ بن نافع اور وہ مالک رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں۔ اس پر شیخ ابوزرعہ رحمہ اللہ ناراض ہو گئے اور میرے والد سے شکایت کرتے ہوئے کہا: دیکھو! تیرا بیٹا مجھے کیا کہتا ہے؟[سیر أعلام النبلاء: ۲۲۵/۲۵] ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا تھا کہ ابراہیم الحربی رحمہ اللہ کو جتنی روایات یاد تھیں وہ سب انہیں بھی یاد تھیں اور ان کے پاس ابراہیم الحربی رحمہ اللہ سے زیادہ علم تھا کیونکہ وہ ستاروں کا علم نہیں جانتے تھے۔[أیضاً: ۲۲۳]

عبد الرحمٰن بن یحییٰ المعلمی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ اپنے آپ کو قضاء کا اہل بتلاتے تھے جس پر ان کے والد محترم نے انہیں جھوٹا کہا ہے۔ بظاہر ڈاکٹر محبّ الدین واعظ کی تاویل بہتر محسوس ہوتی ہے۔ واللہ أعلم بالصواب .

ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کا علمی مقام

علم دین کے معاملے میں بہت حریص تھے۔ ابن شاہین رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ جب وہ کوفہ آئے تو ان کے پاس ایک درہم تھا۔ اس درہم سے تیس مدلوبیا خریدا۔ ہر روز ایک مد کھا لیتے تھے اور اس کے بالمقابل ابو سعید اشج رحمہ اللہ سے ایک ہزار احادیث لکھتے تھے۔ اس طرح ایک مہینے میں تیس ہزار احادیث جمع کر لیں۔ ابوعلی حسین بن علی الحافظ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں نے اصبہان میں ۳۶ ہزار احادیث اپنے حافظے سے بیان کیں۔ انہوں نے مجھے سات احادیث میں وہم کا الزام دیا۔ جب میں عراق واپس آیا تو ان سات میں پانچ کو میں نے اسی طرح اپنی کتاب میں لکھا دیکھا جیسا کہ میں نے انہیں بیان کیا تھا۔[أیضاً: ۲۲۲]

کئی ایک کتابوں کے مصنف ہیں جن میں کتاب التفسیر' کتاب المصابیح فی الحدیث' کتاب نظم القرآن' کتاب فضائل القرآن' کتاب شریعۃ التفسیر' کتاب المصاحف' کتاب الناسخ والمنسوخ' کتاب البعث اور کتاب شریعۃ المقاری وغیرہ معروف ہیں۔

کتاب المصاحف کا تعارف

اس کتاب کے دو نسخے معروف ہیں۔ ایک نسخہ ظاہریہ اور دوسرا نسخہ شستربیتی۔ پہلا نسخہ 'دارالکتب الظاھریۃ' مصر میں موجود ہے۔ کاتب اور تاریخ کتابت کا علم نہیں ہے کیونکہ مخطوطے کا پہلا صفحہ غائب ہے۔ کتاب کی قراءت سے متعلقہ سماعت کی اسناد سے یہ اشارے ملتے ہیں کہ یہ نسخہ ۵۴۱ھ سے پہلے لکھا گیا تھا۔ سماعتِ کتاب کی اسناد اور تواریخ نسخے میں موجود ہیں۔ یہ نسخہ ۹۸ اوراق پر مشتمل ہے۔ ہر ورق میں ۲۰ سے ۲۳ سطریں ہیں۔

دوسرا نسخہ آرتھر جیفری کے بیان کے مطابق اس کی لائبریری میں موجود ہے۔ اس کے اوراق کی تعداد ۸۳ ہے۔ ہر ورق میں تقریباً ۲۱ سطریں ہیں۔ اس نسخے کے کاتب محمد المقدسی نابلسی ہیں۔ تاریخ کتابت سے فراغت ۱۹ ذی القعدہ ۱۱۵۰ھ میں ہوئی۔ آرتھر جیفری کے بیان کے مطابق یہ نسخہ بھی نسخہ ظاہریہ سے منقول ہے جبکہ ڈاکٹر محبّ الدین واعظ کا کہنا ہے کہ یہ نسخہ ایک دوسرا نسخہ ہے جو نسخہ ظاہریہ سے منقول نہیں ہے کیونکہ اس میں شروع کا صفحہ موجود ہے اور کئی ایک مقامات پر نسخہ ظاہریہ سے اختلافات بھی موجود ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ بھی کسی دوسرے مستقل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسخے سے منقول ہے۔ بذاتہ یہ کوئی مستقل نسخہ نہیں ہے کیونکہ یہ ۱۱۵۰ھ میں لکھا گیا ہے۔

پہلے نسخے سے مزید دو نسخے تیار کیے گئے۔ ان میں سے ایک ۱۳۴۲ھ میں تیار ہوا اور 'دارالکتب المصریة' مصر میں موجود ہے اور دوسرا ۱۳۴۶ھ میں تیار ہوا جو 'مکتبة علمیة عالیة' پاکستان میں موجود ہے۔ لیکن ڈاکٹر محبّ الدین واعظ کے بقول ان دونوں نسخوں میں کتابت کی کافی اغلاط موجود ہیں۔ علاوہ ازیں اصل یعنی نسخہ ظاہریہ کی موجودگی میں ان کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔ اس بحث کا خلاصہ کلام یہی ہے کہ اصل نسخہ' نسخہ ظاہریہ ہی ہے۔ ڈاکٹر محبّ الدین واعظ نے اپنی تحقیق میں اسی نسخے کو بنیاد بنایا ہے۔

ابن ندیم' حاجی خلیفہ' زرکلی' رضا کحالہ اور فواد سیزگین نے اس کتاب کی امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کی طرف نسبت کو صحیح قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں اس کتاب کے نسخہ ظاہریہ کے ہر جزء کے آخر میں اس کتاب کی سماعت کی اسناد موجود ہیں جو اس کتاب کی صحیح نسبت کی بہترین دلیل ہیں۔

کتاب المصاحف کا منہج تالیف

مذکورہ کتاب پانچ اجزاء پر مشتمل ہے۔ ہر جزء کو مصنف نے کئی ایک ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ مصنف کا طریقہ کار یہ ہے کہ شروع میں کسی باب کے لیے ایک عنوان باندھتے ہیں۔ اس کے بعد اس باب سے متعلق اپنی سند سے ان احادیث اور آثار کا تذکرہ کرتے ہیں جو انہوں نے اپنے اساتذہ اور شیوخ سے نقل کی ہیں۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ مصنف نے کوئی باب باندھا ہے اور اس کے تحت کوئی روایت یا اثر نقل نہیں کیا۔ جیسا کہ مصاحف تابعین کے باب کے ذیل میں انہوں نے 'مصحف طلحة بن مصرف الأيامى' کے نام سے باب باندھا ہے لیکن اس کے تحت کسی روایت یا اثر کو نقل نہیں کیا۔ شاید ان کے نزدیک اس مصحف کے بارے میں کوئی ثابت شدہ روایت موجود نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

مصنف صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے مروی قراءات کو مصحف کے عنوان کے تحت نقل کرتے ہیں۔ مثلاً مصنف نے 'مصحف علی بن ابی طالب' کے نام سے ایک باب باندھا ہے اور اس کے ذیل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک قراءت بایں الفاظ نقل کر دی ہے:

> حدثنا عبد الله حدثنا محمد بن عبد الله المخرمي حدثنا مسهر بن عبد الملك حدثنا عيسى ابن عمر عن عطاء بن السائب عن أبي عبدالرحمن عن علي أنه قرأ: [اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ أُنْزِلَ إِلَيْهِ وَ آمَنَ الْمُؤْمِنُوْنَ] .

اسی طرح مصنف نے 'مصحف الأسود بن يزيد و علقمة بن قيس النخعيين' کے عنوان کے تحت درج ذیل روایت نقل کی ہے:

> حدثنا أبوبكر عبد الله بن أبى داؤد حدثنا يعقوب بن سفيان حدثنا عبيد الله عن شيبان عن الأعمش عن إبراهيم قال: كان علقمة و الأسود يقرآنها [صراط من أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم و غير الضالين] .

ایسا بھی کثرت سے ہوتا ہے کہ مصنف کوئی عنوان باندھنے کے بعد اس کے ذیل میں صرف ایک ہی روایت نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جیسا کہ انہوں نے مصحف عليٍ بن أبي طالب رضي الله عنه' مصحف

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبد الله بن عمرو ÷، مصحف عبيد بن عمير الليثي، مصحف عطاء بن أبي رباح، مصحف مجاهد بن جبير، مصحف أسود بن يزيد وعلقمه بن قيس نخعيين، مصحف محمد بن أبي موسى شامي، مصحف حطان بن عبد الله رقاشي بصري اورمصحف صالح بن كيسان مديني رحمهم الله کے ذیل میں صرف ایک ایک ہی روایت نقل کی ہے۔

مصنف نے جو کچھ کتاب میں نقل کیا ہے وہ سب ان کی اپنی رائے نہیں ہے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے مصاحف کے اختلافات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ہم اپنے پاس موجود مصحف عثمانی ہی کا اعتبار کریں گے اور جو روایات صحابہ و تابعین رحمہم اللہ کے اختلاف قراءات کے بارے میں منقول ہیں' ان سے مصحف عثمانی میں کمی بیشی جائز نہ ہوگی۔مصنف علام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قال عبد الله بن أبي داؤد: لا نرى أن نقرأ القرآن إلا لمصحف عثمان الذي اجتمع عليه أصحاب النبي ﷺ فإن قرأ الإنسان بخلافه في الصلاة أمرته بالإعادة.

کتاب ہذا میں مؤلف ایک عنوان باندھنے کے بعد اس کو ثابت کرنے کے لیے ہر قسم کی روایات نقل کر دیتے ہیں مثلاً مرفوع، مرسل، مقطوع، صحیح، حسن، ضعیف، منقطع وغیرہ۔

کتاب المصاحف کے مشمولات کا اجمالی تعارف

جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کتاب المصاحف پانچ اجزاء پر مشتمل ہے۔ پہلے جزء میں مصاحف کی کتابت، مصاحف کے خطوط، مصاحف کی جمع و تدوین، جمع عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ کے بارے میں مختلف ابواب کے تحت روایات اور آثار جمع کیے گئے ہیں۔

دوسرے جزء میں بعض آیات قرآنیہ کا قرآن کا حصہ ہونے کی روایات، مصحف عثمانی میں اغلاط کے بارے مروی آثار، مصاحف عثمانیہ کے باہمی اختلافات اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعض مصاحف (یعنی قراءات) کے تعارف پر مشتمل ہے۔اس باب میں پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم کے مصاحف کا تذکرہ ہے یعنی مصحف عمر بن خطاب، مصحف علی بن ابی طالب، مصحف ابی بن کعب، مصحف عبد اللہ بن مسعود اور مصحف عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم۔

تیسرے جزء میں ۵ صحابہ یعنی عبد اللہ بن زبیر، عبد اللہ بن عمرو، ام المؤمنین عائشہ، ام المؤمنین حفصہ، ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہم اور ۱۲ تابعین یعنی عبید اللہ بن عمیر، عطاء بن ابی رباح، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، مجاہد بن جبر، سعید بن جبیر، اسود بن یزید، علقمہ بن قیس، محمد بن ابی موسیٰ، حطان بن عبد اللہ، صالح بن کیسان، طلحہ بن مصرف اور سلیمان بن مہران رحمہم اللہ کے اختلاف مصاحف (یعنی قراءات) کا تذکرہ ہے۔علاوہ ازیں اس حصے میں ایک اہم ترین بحث یہ بھی ہے کہ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے اپنی سند سے نبی ﷺ کی ان قراءات کا تذکرہ کیا ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم نے نقل کی ہیں۔اس حصے کی تیسری اہم ترین بحث مصاحف عثمانیہ کے مختلف الفاظ کے رسم کی ہے۔ چوتھی بحث مصحف عثمانی کے اجزاء اور تقسیم کے بارے میں ہے۔

کتاب کا چوتھا حصہ مصحف کو لکھنے' اس پر اجرت لینے' ان کی خرید و فروخت' ان کو خوشبو لگانے' حالت جنابت میں چھونے اور علم الضبط سے متعلقہ بعض مسائل پر مشتمل ہے۔اس حصے میں مختلف عنوانات کے تحت ان موضوعات سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلقہ روایات اور آثار بیان کیے گئے ہیں۔

کتاب کا پانچواں حصہ مصاحف کے تبادلے' ان کی خرید وفروخت' ان کو لٹکانے' بغیر وضو چھونے' زمین پر رکھنے' مصحف میں دیکھ کر امامت کروانے' ان کو رہن رکھوانے' ان کی وراثت اور انہیں جلانے وغیرہ کے مسائل پر مشتمل ہے۔ اس حصے میں مختلف عنوانات کے تحت ان موضوعات سے متعلقہ روایات اور آثار بیان کیے گئے ہیں۔

اس کتاب کو سب سے پہلے آرتھر جیفری نے ایڈٹ کر کے ۱۹۳۷ء میں شائع کیا۔ بعد ازاں جامعہ ام القری کے پروفیسر ڈاکٹر محبّ الدین عبدالسبحان واعظ نے اپنے پی۔ایچ۔ڈی کے مقالے کے طور پر اس کتاب کے نسخہ ظاہریہ کو بنیاد بناتے ہوئے اس کا ایک محقق نسخہ شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر محبّ الدین واعظ کا یہ مقالہ دو جلدوں اور ۹۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی پہلی اشاعت ۱۹۹۵ء میں اور دوسری ۲۰۰۲ء میں ہوئی۔ یہ کتاب 'دار البشائر الإسلامیة' بیروت' سے شائع ہوئی ہے۔ یہ مقالہ 'کتاب المصاحف' پر بہت ہی علمی اور وقیع کام ہے۔ درج ذیل ایڈریس پر pdf فائل کی صورت میں موجود ہے:

http://www.kabah.info/uploaders/Masahif.rar
http://majles.alukah.net/showthread.php?t=1325

آرتھر جیفری کا تعارف

آرتھر جیفری ۱۸ اکتوبر ۱۸۹۲ء کو آسٹریلیا کے شہر میلبورن میں پیدا ہوا۔ اس کی وفات ۲ اگست ۱۹۵۹ء میں کینیڈا میں ہوئی۔ وہ ایک متعصب پروٹسٹنٹ عیسائی تھا۔ شروع میں قاہرہ میں مشرقی علوم کے سکول میں سامی زبانوں کے استاذ کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔ بعد ازاں ۱۹۳۸ء میں کولمبیا یونیورسٹی سے منسلک ہو گیا۔ کئی ایک کتابوں اور مقالات کا مصنف ہے جو درج ذیل ہیں:

1. Eclecticism in Islam, Arthur Jeffery, 1922
2. The Quest of the Historical Muhammad, Arthur Jeffery, 1926
3. Materials for the History of the Text of the Qur'an, Arthur Jeffery, 1936
4. A Variant Text of the Fatiha, Arthur Jeffery, 1939
5. The Orthography of the Samarqand Codex, Arthur Jeffery, 1943
6. The Textual History of the Qur'an, Arthur Jeffery, 1946
7. Islam: Muhammad and His Religion, Arthur Jeffery, 1958

ان کتابوں میں جیفری کی معروف ترین کتاب 'Materials for the History of the Text of the Qur'an' ہے جو ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کی کتاب 'کتاب المصاحف' کو بنیاد بنا کر لکھی گئی ہے۔ جیفری کی تمام کتابوں اور مقالہ جات کا مرکزی خیال تقریباً ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ بائبل کی طرح قرآن مجید بھی کوئی مستند مذہبی کتاب نہیں ہے۔ آرتھر جیفری نے ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کی کتاب 'کتاب المصاحف' کو ایڈٹ (edit) کر کے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کے شروع میں اس نے اپنے عربی مقدمے میں قرآن کے بارے میں کئی ایک فرسودہ خیالات ونظریات کا اظہار کیا ہے۔ آرتھر جیفری کی تحقیق سے مزین 'کتاب المصاحف' ۱۹۳۷ء میں پہلی بار شائع ہوئی۔ اس اشاعت کے شروع میں اس نے اپنی کتاب 'Materials' کو بھی شائع کیا۔ یہ کتاب ۳۰۹ صفحات پر مشتمل ہے اور درج ذیل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایڈریس پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے:
http://books.google.com.pk/books?id=17kUAAAAIAAJ&printsec=frontcover&dq=materials+for+the+history+of+the+text+of+the+quran#v=onepage&q=&f=false
بعد ازاں ۱۹۶۰ء، ۱۹۶۳ء اور ۱۹۷۵ء میں بھی یہ کتاب شائع ہوئی ہے۔ 'Materials' اور آرتھر جیفری کی بعض دوسری کتب درج ذیل ایڈریس پر بھی موجود ہیں:
http://www.bible.ca/islam/library/Jeffery/
آرتھر جیفری نے 'کتاب المصاحف' کا جو مقدمہ لکھا ہے وہ درج ذیل ایڈریس پر موجود ہے:
http://www.muhammadanism.org/Arabic/book/jeffery/kitab_masahif_introduction.pdf

آرتھر جیفری کا علمی مقام ومرتبہ

کیا آرتھر جیفری اس کا اہل تھا کہ وہ 'کتاب المصاحف' کو ایڈٹ کر کے شائع کرے؟ اس سوال کا جواب نفی میں ہے۔ آرتھر جیفری اخلاقی اور علمی دونوں پہلوؤں سے اس وقیع علمی کام کا اہل نہ تھا۔ ڈاکٹر محبّ الدین واعظ نے اس مسئلے پر اپنے مقالے میں عمدہ گفتگو کی ہے جس کے چند ایک اہم نکات درج ذیل ہیں:

① آرتھر جیفری نے کتاب المصاحف کی تحقیق میں 'نسخہ ظاہریہ' کو بنیاد بنایا اور اس کا تقابل 'نسخة دار الكتب المصرية' سے کیا ہے۔ آرتھر جیفری کا دعویٰ ہے کہ 'نسخة دار الكتب المصرية' کا نسخہ ایک دوسرا نسخہ ہے حالانکہ وہ 'نسخہ ظاہریہ' ہی کی ایک نقل ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ دونوں نسخوں میں پہلا صفحہ موجود نہیں ہے۔

② آرتھر جیفری نے کتاب المصاحف میں کئی ایک مقامات پر اپنی طرف سے ابواب کے عنوانات داخل کر دیے ہیں حالانکہ اگر اس نے ایسا کام کیا بھی تھا تو اسے یہ وضاحت کرنا چاہیے تھی کہ فلاں ابواب کے عنوانات اس کے اپنے اختیار کردہ ہیں۔ مثلاً اس نے 'باب من كتب الوحي لرسول الله'، 'باب من جمع القرآن' اور 'ما اجتمع عليه كتاب المصاحف' جیسے عنوانات کا اضافہ کیا ہے۔

بعض اوقات تو ابواب کے نام اپنی طرف سے کتاب المصاحف میں شامل کر کے وہ تحریف قرآن کے نکتہ نظر کی نسبت ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کی طرف کرنا چاہتا ہے جیسا کہ اس نے 'باب ما غير الحجاج في مصحف عثمان' یعنی حجاج نے مصحف عثمان میں جو تبدیلی کر دی تھی' کے نام سے ایک باب باندھا ہے۔ ڈاکٹر محبّ الدین واعظ کی تحقیق شدہ کتاب میں اس نام سے کوئی باب موجود نہیں ہے اگرچہ اس سے متعلقہ ایک روایت ضرور موجود ہے۔ [كتاب المصاحف مع تحقيق الدكتور محب الدين واعظ : ۴۶۳، ۴۶۴]

③ بعض مقامات پر آرتھر جیفری نے اپنی طرف سے کچھ الفاظ کا بھی اضافہ کیا ہے مثلاً کتاب المصاحف کے اصل نسخہ میں 'اختلاف خطوط المصاحف' کا عنوان تھا جسے اس نے 'باب اختلاف خطوط المصاحف' کر دیا۔ اسی طرح اس نے کئی ایک مقامات پر 'باب' کے لفظ کا اضافہ کیا ہے حالانکہ وہاں اس لفظ کا نہ ہونا زیادہ قرین قیاس بات ہے۔

④ بعض مقامات پر اس نے اپنی جہالت کی وجہ سے 'عن' کے لفظ کو 'بن' سمجھ لیا جس سے روایت کی اصل سند مخفی ہوگئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ بعض مقامات پر اسناد کے رجال کی تعیین میں بھی وہ خطا کا مرتکب ہوا ہے۔

⑥ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے ایک جگہ اپنی کتاب میں فرمایا: حدثنا عمی و یعقوب بن سفیان یعنی ہم سے ہمارے چچا اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے۔ یعقوب بن سفیان' ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کے استاذ ہیں۔ آرتھر جیفری کو جب یعقوب بن سفیان کا ترجمہ (حالات زندگی) نہ ملا تو اس نے اس عبارت میں سے واؤ کو حذف کر کے یعقوب بن سفیان ہی کو ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کا چچا بنا دیا حالانکہ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کے چچا محمد بن اشعث سجستانی ہیں۔[كتاب المصاحف مع تحقيق الدكتور محب الدين واعظ: ۹۷،۹۸]

آرتھر جیفری کا قرآن کے بارے نقطہ نظر

آرتھر جیفری کے نزدیک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن تحریری شکل میں موجود نہیں تھا اور اپنے اس موقف کی بنیاد اس نے ایک باطل روایت کو بنایا ہے جو صحیح روایات کے منافی ہے۔ اس کا کہنا یہ بھی ہے کہ مستشرقین کی تحقیق کے مطابق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا لکھنا جانتے تھے اور یہ بات قرآن سے بھی ثابت ہے۔ آرتھر جیفری نے لکھا ہے کہ اہل مغرب کی تحقیق کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ مسلمانوں کے لیے اپنی زندگی کے آخری حصے میں ایک کتاب (یعنی قرآن) مرتب کر رہے تھے۔ اس سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ قرآن در حقیقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی تصنیف ہے۔ حضرت ابو بکر رحمہ اللہ کے زمانے میں جمع قرآن کے کام کے بارے اس کا خیال یہ ہے کہ یہ ایک ذاتی جمع تھی نہ کہ سرکاری۔ اس کے گمان میں سرکاری سطح پر قرآن کی جمع کا کام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہوا۔ آرتھر جیفری نے اس خیال کا بھی اظہار کیا ہے کہ بعض اسکالرز کی تحقیق کے مطابق حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کا کام صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے کیا تھا لیکن چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شخصیت متنازع تھی لہٰذا بعض اصحاب نے جمع قرآن کے کام کی نسبت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف کرنے کے لیے کچھ ایسی روایات وضع کر لیں جن کے مطابق حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع قرآن پر مامور کیا گیا تھا۔ آرتھر جیفری ۱۹۴۶ء میں بیان کردہ اپنے ایک لیکچر میں کہتا ہے:

> "To begin with it is quite certain that when the Prophet died there was no collected, collated, arranged body of material of his revelations. What we have is what could be gathered together somewhat later by the leaders of the community when they began to feel the need of a collection of the Prophet's proclamations and by that time much of it was lost, and other portions could only be recorded in fragmentary form. There is a quite definite and early Tradition found in several sources which says, "The Prophet of Allah was taken before any collection of the Qur'an had been made". Muslim orthodoxy holds that the Prophet himself could neither read nor write. But in our generation both Professor Torrey of Yale and Dr. Richard Bell of Edinburgh, working independently of each other, have concluded that the internal evidence in the Qur'an itself points to the fact that he could write, and that for some time before his death he been busy preparing material for a Kitab, which he would leave to his people as their Scripture, to be to them what the Torah was to the Jews or the Injil to the Christians. There is, indeed, an uncanonical tradition current among the Shi'a, that the Prophet had made a collection of passages of his revelations written on leaves and silk and

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

parchments, and just before his death told his son-in-law Ali where this material was kept hidden behind his couch, and bade him take it and publish it in Codex form. It is not impossible that there was such a beginning at a collection of revelation material by the Prophet himself, and it is also possible that Dr. Bell may be right in thinking that some at least of this material can he detected in our present Qur'an. Nevertheless there was certainly no Qur'an existing as a collected, arranged, edited book, when the Prophet died…Here, however, we have our first stage in the history of the text of the Qur'an. There could not be a definitive text while the Prophet was still alive, and abrogation of earlier material or accessions of fresh material were always possible. With his death, however, that situation ended, and we have what was preserved of the revelation material, partly in written form, partly in oral form, in the hands of the community, and tending to become the special care of a small body of specialists…The text thus obtained Tradition regards as officially promulgated by Abu Bakr, and so the first Recension of the text of the Qur'an. Modern criticism is willing to accept the fact that Abu Bakr had a collection of revelation material made for him, and maybe, committed the making of it to Zaid b. Thabit. It is not willing to accept, however, the claim that this was an official recension of the text. All we can admit is that it was a private collection made for the first Caliph Abu Bakr. Some scholars deny this, and maintain that Zaid's work was done for the third Caliph, Uthman, but as 'Uthman was persona non grata to the Traditionists, they invented a first recension by Abu Bakr so 'Uthman might not have the honour of having made the first Recension."

(http://www.bible.ca/islam/library/Jeffery/thq.htm)

آرتھر جیفری کے نزدیک صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کے مصاحف

آرتھر جیفری نے اپنی کتاب 'Material' میں کتاب المصاحف کے اس حصے کو بنیاد بنایا ہے جس میں مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے مصاحف کا تذکرہ ہے۔ آرتھر جیفری اپنی مزعومہ تحقیق کے مطابق یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے زمانے میں مسلمانوں کا کسی ایک قرآن پر اتفاق نہ تھا بلکہ ان میں سے اکثر کے پاس اپنا ذاتی مصحف تھا اور یہ ذاتی مصحف ایک ایسے قرآن پر مشتمل تھا جو دوسرے کے پاس موجود نہ تھا۔ آرتھر جیفری نے کتاب المصاحف کو بنیاد بناتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی بھی کوشش کی ہے کہ روایات و آثار سے ۱۵ صحابہ رضی اللہ عنہم اور ۱۳ تابعین رحمہم اللہ کے ان ذاتی مصاحف کا پتہ چلتا ہے جن کی آیات مصحف عثمانی اور مروجہ قراءات کے خلاف ہیں۔

آرتھر جیفری نے درج ذیل صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف مصاحف کی نسبت کی ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	حضرت علی رضی اللہ عنہ
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	حضرت عمر رضی اللہ عنہ	حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ	حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
حضرت سالم رضی اللہ عنہ	حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ

جیفری نے درج ذیل ۱۳ تابعین کی طرف بھی بعض مصاحف کی نسبت کی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت اسود رحمہ اللہ
حضرت علقمہ رحمہ اللہ
حضرت حطان رحمہ اللہ
حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ
حضرت طلحہ رحمہ اللہ
حضرت عکرمہ رحمہ اللہ
حضرت مجاہد رحمہ اللہ
حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ
حضرت ربیع بن خیثم رحمہ اللہ
حضرت اعمش رحمہ اللہ
حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ
حضرت صالح بن کیسان رحمہ اللہ
حضرت حارث بن سوید رحمہ اللہ

مصاحف صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کی حقیقت

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بھی اور اپنے طور پر بھی قرآن کی کتابت کرتے تھے۔مثال کے طور پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب ہونے کی حیثیت سے ایک سرکاری کاتب کا درجہ رکھتے تھے۔ایک روایت کے الفاظ ہیں:

”إن زيد بن ثابت قال: أرسل إلی أبوبكر رضی الله عنه قال إنك كنت تكتب الوحي لرسول الله ﷺ فاتبع القرآن فتتبعت۔“ [صحيح البخاري' كتاب فضائل القرآن' باب كاتب النبي ﷺ: ۴۹۸۹]

”حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک پیغام بر کے ذریعے یہ کہلوا بھیجا کہ تم (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے (زمانے میں ان) کے لیے وحی لکھا کرتے تھے۔پس تم قرآن کو تلاش کرو (اور جمع کرو)۔پس میں نے قرآن کو تلاش کیا (اور جمع کیا)۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کو نقل کرتی تھی اور بعض اوقات یہی صحابہ احادیث بھی لکھ لیا کرتے تھے۔پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص دورانیے میں احادیث لکھنے سے منع کر دیا تا کہ قرآن کے ساتھ احادیث خلط ملط نہ ہو جائیں۔جب صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن کے اسلوب و مزاج سے اچھی طرح واقف ہو گئے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث لکھنے کی اجازت جاری فرما دی۔ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:

عن أبي سعيد الخدري أن رسول الله ﷺ قال: «لَا تَكْتُبُوا عَنِّي وَمَنْ كَتَبَ عَنِّي غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ». [صحيح مسلم' كتاب الزهد و الرقاق' باب التثبت في الحديث وحكم كتابة العلم: ۵۳۲۶]

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے (قرآن کے علاوہ) نہ لکھو اور جس نے مجھ سے قرآن کے علاوہ کچھ لکھا ہے' وہ اسے مٹا دے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کچھ صحابہ سرکاری کاتبین وحی تھے لہٰذا سرکاری طور پر جمع شدہ قرآن موجود تھا۔علاوہ ازیں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے طور پر بھی قرآن جمع کرتے تھے۔اکثر و بیشتر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس قرآن کے مختلف اجزاء لکھی ہوئی صورت میں موجود تھے۔یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں جمع صدیقی کے وقت حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مختلف صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس کھجور کی شاخوں' چمڑوں اور پتھروں پر لکھے ہوئے قرآن کو ایک جگہ جمع کرنے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ایک روایت کے الفاظ ہیں:

”فتتبعت القرآن أجمعه من العسب واللخاف وصدور الرجال .“[صحيح البخاري' كتاب فضائل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القرآن' باب جمع القرآن: ۴۹۸۶]
''پس میں نے قرآن کو تلاش کیا اور اسے کھجور کی شاخوں' چمڑوں' پتھروں اور لوگوں کے سینے سے جمع کرنے لگا۔''

یہ واضح رہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس مکمل مصاحف لکھی ہوئی صورت میں نہ تھے بلکہ ان کے پاس قرآن کے متفرق اجزاء تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جمع صدیقی کے وقت حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بعض آیات کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس لکھی ہوئی نہ ملتی تھیں۔ ایک روایت کے مطابق حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"فقدت آية من الأحزاب حين نسخنا المصحف قد كنت أسمع رسول الله ﷺ يقرأ بها، فالتمسناها فوجدناها مع خزيمة بن ثابت الأنصاري." [صحيح البخاري' كتاب فضائل القرآن' باب جمع القرآن: ۴۸۰۷]

''جب ہم نے مصحف کو لکھ لیا تو سورۃ احزاب کی ایک آیت ہم نے کم پائی جسے میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ پس ہم نے اس آیت (کی لکھی ہوئی صورت) کو تلاش کیا تو ہم نے اسے خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پایا۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سرکاری طور پر ایک ایسے مصحف کی تیاری کا حکم دیا گیا جس میں قرآن کی جمیع آیات و سور کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہو۔ اس مصحف کی تیاری کا تذکرہ بہت سی روایات میں ملتا ہے۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

"أن زيد بن ثابت رضى الله قال: أرسل إلي أبوبكر مقتل أهل اليمامة فإذا عمر بن الخطاب عنده، قال أبوبكر إن عمر أتاني فقال: إن القتل قد استحر يوم اليمامة بقراء القرآن و إني أخشى أن يستحر القتل بالقراء بالمواطن فيذهب كثير من القرآن و إني أرى أن تأمر بجمع القرآن. قلت لعمر: كيف تفعل شيئا لم يفعله رسول الله ﷺ؟ قال عمر: هذا، و الله! خير. فلم يزل عمر يراجعني حتى شرح الله صدري لذلك، ورأيت في ذلك الذي رأى عمر. قال زيد: قال أبوبكر: إنك رجل شاب عاقل، لا نتهمك وقد كنت تكتب الوحي لرسول الله ﷺ. فتَتَبَّعْ القرآن فاجْمَعْه. فوالله! لو كلفوني نقل جبل من الجبال ما كان أثقل علي مما أمرني به من جمع القرآن. قلت: كيف تفعلون شيئا لم يفعله رسول الله ﷺ؟ قال: هو والله! خير، فلم يزل أبوبكر يراجعني حتى شرح الله صدري للذي شرح له صدر أبي بكر ÷ وعمر ÷ فتتبعت القرآن أجمعه من العسب واللحاف وصدور الرجال۔" [صحيح البخاري' كتاب فضائل القرآن' باب جمع القرآن: ۴۹۸۶]

''حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں اہل یمامہ کی جنگ کے وقت بلوا بھیجا تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ یمامہ کی جنگ میں قراء کی کثیر تعداد شہید ہوئی ہے اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ بعض دوسرے مقامات پر بھی قراء کی ایک بڑی تعداد شہید ہو جائے اور ہم سے قرآن کا اکثر حصہ ضائع ہو جائے۔ اس لیے میرا خیال یہ ہے کہ آپ (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک جگہ) جمع قرآن کا حکم جاری فرمائیں۔ میں (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: تم وہ کام کیسے کرو گے جو اللہ کے رسول ﷺ نے نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ کی قسم! اس کام میں خیر ہی خیر ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے اس کام کے لیے مشورہ دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے اس کے لیے میرے سینے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو کھول دیا اور اس مسئلے میں میری رائے بھی وہی ہو گئی جو حضرت عمرؓ کی ہے۔حضرت زید ؓ نے کہا: حضرت ابو بکرؓ نے یہ کہا کہ تم ایک نوجوان اور سمجھدار آدمی ہو اور ہم تم میں کوئی عیب بھی نہیں دیکھتے اور تم اللہ کے رسول ﷺ کے کاتب بھی تھے۔ پس تم قرآن کو تلاش کر کے جمع کرو۔ (حضرت زیدؓ فرماتے ہیں) اللہ کی قسم! اگر وہ حضرات مجھے کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیتے تو یہ کام مجھ پر جمع قرآن کی نسبت آسان تھا۔ میں (زیدؓ) نے کہا: آپ حضرات وہ کام کیسے کریں گے جو اللہ کے رسول ﷺ نے نہیں کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ کام خیر ہی خیر ہے۔ پس حضرت ابو بکرؓ مجھے اس کام پر مجبور کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ بھی ویسے ہی کھول دیا جیسا کہ حضرت ابو بکر و عمرؓ کا کھولا تھا۔ پس میں قرآن کو تلاش اور اسے کھجور کی شاخوں' چمڑوں' پتھروں اور لوگوں کے سینے سے جمع کرنے لگا۔''

ایک اور روایت کے مطابق حضرت زید بن ثابتؓ کے ساتھ حضرت عمرؓ بھی اس کام میں شریک تھے اور یہ حضرات جمع صدیقی کے دوران اس وقت تک کسی صحابیؓ سے کوئی آیت مبارکہ قبول نہ کرتے تھے جب تک کہ وہ صحابی اس بات پر دو گواہ نہ پیش کر دے کہ اس نے وہ آیت مبارکہ اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے لکھی اور پڑھی تھی۔ روایت کے الفاظ ہیں:

عن هشام بن عروة عن أبيه قال: لما استحر القتل بالقراء يومئذ فرق أبوبكر على القرآن أن يضيع فقال لعمر بن الخطاب و لزيد بن ثابت: "اقعدوا على باب المسجد فمن جاء كما بشاهدين على شيء من كتاب الله فاكتباه." [كتاب المصاحف' باب جمع أبي بكر الصديق ÷ في المصحف]

''ہشام بن عروہؒ اپنے والد عروہ بن زبیرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جب قراء کی بڑے پیمانے پر شہادت ہوئی تو حضرت ابو بکرؓ اس بات سے گھبرا گئے کہ قرآن ضائع نہ ہو جائے۔ پس انہوں نے حضرت عمرؓ اور زیدؓ سے کہا: مسجد نبوی کے دروازے پر بیٹھ جاؤ اور جو تمہارے پاس کسی چیز (یعنی لکھی ہوئی ہو اور پڑھی ہوئی) پر دو گواہ لے کر آئے کہ وہ کتاب اللہ میں سے ہے تو اسے لکھ لو۔''

اس روایت کی شرح ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔ حضرت ابو صدیقؓ کے زمانے میں تمام قرآن لکھی ہوئی شکل میں جمع کر لیا گیا لیکن یہ مرتب نہیں تھا بلکہ ایک مصحف کی بجائے مختلف صحیفوں کی صورت میں تھا۔ مثال کے طور پر اس کو آسانی کے لیے یوں سمجھ لیں کہ جیسے قرآن کی ۱۱۴ سورتیں ہیں' اب یہ تمام سورتیں تو موجود ہوں لیکن متفرق طور پر' یا اس کی مثال یوں بھی دی جا سکتی ہے کہ جیسے قرآن کے تیس پارے ہیں۔ اب یہ تیس اجزاء متفرق طور پر ہوں تو ان کو 'صحف' کہیں گے اور اگر ان کو ایک جلد میں جمع کر دیں تو اس کو 'مصحف' کہیں گے۔ حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں 'صحف' تھے نہ کہ 'مصحف'۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

وقال عثمان للرهط القرشيين الثلاثة: "إذا اختلفتم أنتم وزيد بن ثابت في شيء من القرآن فاكتبوه بلسان قريش فإنما نزل بلسانهم ففعلوا حتى نسخوا الصحف في المصاحف رد عثمان الصحف إلى حفصة." [صحيح بخاري' كتاب فضائل القرآن' باب جمع القرآن: ٣٥٠٦]

''حضرت عثمانؓ نے تین قریشی صحابہؓ سے کہا: جب تمہارا اور زید بن ثابتؓ کا کسی لفظ کو لکھنے (کے رسم) میں اختلاف ہو جائے تو اس کو قریش کی زبان میں لکھو کیونکہ قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ پس ان چاروں صحابہؓ نے یہ کام کیا اور تمام 'صحف' کو 'مصاحف' میں نقل کر دیا۔ پھر حضرت عثمانؓ نے (حضرت ابو بکرؓ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانے میں تیار شدہ) صحف حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو لوٹا دیے(کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ملے تھے)۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے جزوی و انفرادی صحیفے ان کے پاس موجود رہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب سلطنت وسیع ہوئی تو مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم مختلف شہروں کی طرف ہجرت کر گئے۔بعض صحابہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود بھی بھیجا تھا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی طرف بھیجا گیا۔ان کبار صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے شہروں میں اپنے صحائف کے مطابق قرآن کی تعلیم و تعلم کا سلسلہ شروع کیا۔ ہر صحابی رضی اللہ عنہ نے جو حرف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا تھا اس کے مطابق اپنے شاگردوں کو قرآن کی تعلیم دی۔اس طرح مختلف اسلامی شہروں میں مختلف قرآنی قراءات کا ظہور ہوا جس سے مختلف بلاد و امصار کے قرآن کی قراءات کے حوالے سے ایک تنازع پیدا ہو گیا۔ ہر شہر کے لوگ اپنے شہر کی قراءت کو صحیح اور دوسری کو غلط کہنے لگے حالانکہ ان میں سے اکثر قراءات احرف سبعہ کے ذیل میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت تھیں۔ایک روایت کے الفاظ ہیں:

”عن أبي الشعثاء قال: كنت جالسا عند حذيفة وأبي موسى وعبد الله بن مسعود فقال حذيفة: أهل البصرة يقرؤون قرائة أبي موسى‘ وأهل الكوفة يقرؤون قرائة عبد الله‘ أما والله! أن لو قد أتيت أمير المؤمنين لقد أمرته بغرق هذه المصاحف. فقال عبدالله: إذا تغرق في غير ماء.“[كتاب المصاحف‘ باب كراهية عبد الله بن مسعود ÷ ذلك]

''ابوشعثاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں حضرت حذیفہ‘ حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اہل بصرہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اور اہل کوفہ عبد ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی قراءت پڑھتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر میں امیر المؤمنین کے پاس آؤں تو انہیں ان جمیع (اختلافی) مصاحف کے غرق کرنے کا حکم دے دوں۔ اس پر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: تب تو تم بھی بنا پانی کے غرق ہو جاؤ۔''

اس روایت کی سند ایک مدلس راوی کے عنعنہ کی وجہ سے 'ضعیف' ہے لیکن اس روایت کے متن کی تائید بعض صحیح روایات سے بھی ہوتی ہے۔صحیح بخاری کی ایک روایت کے مطابق قراءات کے یہ اختلافات محاذ جنگ اور سرحدی علاقوں میں بھی بہت نمایاں ہو گئے تھے۔روایت کے الفاظ ہیں:

”أن حذيفة بن اليمان قدم على عثمان و كان يغازي أهل الشام في فتح أرمينية وأذربيجان مع أهل العراق فأفزع حذيفة اختلافهم في القراءة فقال حذيفة لعثمان: يا أمير المؤمنين! أدرك هذه الأمة قبل أن يختلفوا في الكتاب اختلاف اليهود والنصارى.“[صحيح البخاري‘ كتاب فضائل القرآن‘ باب جمع القرآن: ۴۹۸۸]

''حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ اہل عراق و اہل شام کے ساتھ مل کر آرمینیہ اور آذربائیجان کی فتح کے لیے جنگ کر رہے تھے۔ اس موقع پر صحابہ رضی اللہ عنہم کی قراءات کے اختلافات سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ گھبرا گئے اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المؤمنین! اس امت کو پکڑیں اس سے پہلے کہ یہ بھی یہود و نصاریٰ کی طرح اللہ کی کتاب میں اختلاف کرنے لگے۔''

یہ بھی واضح رہے کہ متفرق احرف کی قراءت کے علاوہ اس عرصے میں یعنی جمع عثمانی سے پہلے کچھ ایسی قراءات

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی رائج و عام تھیں جو عرضہ اخیرہ میں منسوخ ہو چکی تھیں۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

عن سمرة رضى الله عنه قال: "عرض القرآن على رسول الله ﷺ عرضات فيقولون: إن قراءتنا هذه العرضة الأخيرة."

هذا حديث صحيح على شرط البخاري بعضه، وبعضه على شرط مسلم ولم يخرجاه.

تعليق الذهبى فى التلخيص: صحيح .[المستدرك على الصحيحين' كتاب التفسير:۲۵۰/۲]

''حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: قرآن مجید اللہ کے رسول ﷺ پر کئی مرتبہ پیش کیا گیا اور صحابہ رضی اللہ عنہ کا کہنا یہ تھا کہ ہماری یہ قراءت (یعنی جمع عثمانی والی) عرضہ اخیرہ کے مطابق ہے۔(امام حاکم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ) اس روایت کا بعض حصہ بخاری کی شرط پر اور بعض مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اپنی 'تعلیق' میں اس روایت کو 'صحیح' کہا ہے۔''

اس بارے میں بھی صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف تھا کہ کون سی قراءت عرضہ اخیرہ کے مطابق ہے۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

عن مجاهد عن ابن عباس قال، قال: "أي القرائتين كانت أخيرا قراءة عبدالله أو قراءة زيد؟" قال، قلنا: "قراءة زيد." قال: "لا إلا أن رسول الله ﷺ كان يعرض القرآن على جبريل كل عام مرة فلما كان في العام الذي قبض فيه عرضه عليه مرتين و كانت آخر القراءة قراءة عبدالله."

تعليق شعيب الأرنؤوط: صحيح .[مسند أحمد' باب مسند عبد الله بن العباس ÷: ۲۷۵/۱' مؤسسة قرطبة' القاهرة، ۲۴۹۴]

''حضرت مجاہد رحمہ اللہ' ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے سوال کیا: دونوں قراءات میں کون سی قراءت آخری ہے؟ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی۔ ہم نے جواب دیا: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی قراءت۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں! حضرت جبرئیل علیہ السلام قرآن مجید اللہ کے رسول ﷺ پر ہر سال ایک مرتبہ پیش کرتے تھے اور جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال دو مرتبہ پیش کیا اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت آخری قراءت ہے۔''

بعض صحیح روایات کے مطابق حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی قراءت عرضہ اخیرہ کے مطابق تھی۔ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان روایات کو بیان کرنے کے بعد ان میں یوں موافقت پیدا کی ہے کہ یہ دونوں اقوال ہی اپنی جگہ درست ہیں۔ دونوں صحابہ یعنی حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی قراءت عرضہ اخیرہ کے مطابق تھی۔

[فتح الباري:۴۴/۹]

غالب گمان یہی ہے کہ یہ منسوخ قراءات عموماً ان مترادفات کے قبیل سے تھیں جن کی اجازت آپ ﷺ کے زمانے میں تیسیر و عدم حرج کے اصول کو سامنے رکھتے ہوئے دی گئی تھی۔ اس لیے یہ کہنا درست ہے کہ 'سبعة أحرف' میں کچھ 'حروف' عرضہ اخیرہ میں منسوخ ہو چکے ہیں اور کچھ باقی ہیں جن کی تلاوت ہم آج تک کرتے چلے آ رہے ہیں۔

جمع عثمانی سے پہلے اسی طرح ایک اور مشکل (جو کسی حد تک بعد میں بھی رہی) یہ بھی درپیش تھی کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی تفسیر کو اپنے مصاحف میں لکھ کر قرآن کے ساتھ خلط ملط کر دیا تھا۔ یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے جس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدشے کے پیش نظر قرآن کے علاوہ کچھ لکھنے سے منع کیا تھا‘ اس کا عملی مظہر کچھ اس طرح سامنے آنے لگا تھا کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم تفسیری نکات کو بھی بطور قرآن نقل کر رہے تھے جیسا کہ بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت ام سلمہ‘ حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہن نے اپنے کاتب کو یہ ہدایت کی وہ قرآن لکھتے وقت سورۃ بقرۃ میں ’وصلاۃ العصر‘ کے الفاظ بھی لکھے۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

عن أبي يونس مولى عائشة أم المؤمنين أنه قال: أمرتني عائشة رضي الله عنها أن أكتب لها مصحفا ثم قالت: "إذا بلغت هذه الآية: ﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ﴾ فآذني فلما بلغتها آذنتها فأملت علي: [حافظوا على الصلوات و الصلاة الوسطى و صلاة العصر وقوموا لله قانتين .] ثم قالت: "سمعتها من رسول الله ﷺ"

[كتاب المصاحف‘ باب مصحف عائشة زوج النبي ﷺ]

’’یونس مولیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ میں ان کے لیے ایک مصحف لکھوں۔ پھر یہ کہا کہ جب میں اس آیت یعنی ’حٰفظوا على الصلوٰت و الصلوٰة الوسطى‘ پر پہنچوں‘ تو انہیں مطلع کروں۔ پس جب میں (یعنی کاتب) اس آیت مبارکہ پر پہنچا تو انہیں خبر دی۔ پس انہوں نے مجھے یہ آیت اس طرح املا کروائی: حافظوا على الصلوات و الصلاة الوسطى وصلاة العصر وقوموا لله قانتين‘ اور پھر فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے ایسے ہی سنا ہے۔‘‘

ان حالات میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کوشش کی وہ سرکاری طور پر ایک ایسا مصحف تیار کروائیں جس میں عرضہ اخیرہ کے مطابق جمیع احرف قرآنیہ کو نقل کر دیں تا کہ عوام الناس اللہ کے رسول ﷺ سے منقول صحیح قراءات سے واقف ہو سکیں اور جہالت میں ایک دوسرے کی قراءت کا رد نہ کریں۔ علاوہ ازیں اس مصحف کی تیاری سے یہ بھی مقصود تھا کہ جن منسوخ قراءات یا تفسیری نکات کی تلاوت تاحال جاری ہے‘ ان کو ختم کیا جائے اور تمام مسلمانوں کو سرکاری مصحف کے مطابق قراءت کا پابند بنایا جائے۔ اسکے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار صحابہ یعنی حضرت زید بن ثابت‘ عبد اللہ بن زبیر‘ سعید بن العاص اور عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کا انتخاب کیا۔ اس سرکاری مصحف کی تیاری کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی کئی ایک کاپیاں تیار کروائیں اور مختلف شہروں میں بھیج دیں۔ علاوہ ازیں ایک کام یہ بھی کیا گیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس موجود ان کے ذاتی مصاحف کو جمع کر کے جلا دیا گیا۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

وقال عثمان للرهط القرشيين الثلاثة: "إذا اختلفتم أنتم وزيد بن ثابت في شيء من القرآن فاكتبوه بلسان قريش، فإنما نزل بلسانهم." ففعلوا ذلك. حتى نسخوا الصحف في المصاحف رد عثمان الصحف إلى حفصة، و أرسل إلى كل أفق بمصحف مما نسخوا، وأمر بما سواه من القرآن في كل صحيفة أو مصحف أن يحرق"

[صحيح البخاري‘ كتاب فضائل القرآن‘ باب جمع القرآن: ۳۵۰۶]

’’حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین قریشی صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا: جب تمہارا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا کسی لفظ کو لکھنے (کے رسم) میں اختلاف ہو جائے تو اس کو قریش کی زبان میں لکھو کیونکہ قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ پس ان چاروں صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ کام کیا اور تمام ’صحف‘ کو ’مصاحف‘ میں نقل کر دیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تیار شدہ) صحف حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو لوٹا دیے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ایک مصحف مختلف اسلامی شہروں میں بھیج دیا اور اس کے علاوہ قرآن کے ہر صحیفے یا مصحف کے بارے یہ حکم جاری کیا کہ اسے جلا دیا جائے۔‘‘

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات واضح رہے کہ جمع عثمانی پر سب صحابہ کا اجماع و اتفاق تھا۔ اختلاف صرف اس مسئلے میں تھا کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس اپنے مصاحف میں کچھ اضافی احرف ایسے تھے جو جمع عثمانی میں موجود نہ تھے۔ پس وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جمع عثمانی کے ساتھ اپنے ان احرف کی تلاوت کو بھی جاری رکھنا چاہتے تھے جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان احرف کے مطابق تلاوت کی اجازت دینے کے قائل نہ تھے۔

صحیح بخاری کی ایک روایت کے حوالے سے ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مصحف نہیں بلکہ کئی مصاحف تیار کروائے تھے اور انہیں مختلف شہروں کی طرف بھیج دیا تھا۔ ان مصاحف کی تعداد میں علماء کے ہاں اختلاف ہے۔ بعض نے چار، بعض نے پانچ اور بعض نے چھ اور بعض نے سات بھی نقل کی ہے۔ [كتاب المصاحف مع تحقيق الدكتور محب الدين واعظ: ۲۳۸۔۲۳۹]

کتاب المصاحف کی کئی ایک روایات سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مختلف شہروں کے لیے جو مختلف سرکاری مصاحف تیار کروائے تھے ان میں اختلاف تھا کیونکہ ان مصاحف میں متعلقہ شہروں کی قراءات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان مصاحف کی تیاری کی گئی تھی۔ جو نسخہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اسے 'مصحف امام' کا نام دیا گیا۔ اس موضوع سے متعلق روایات کے مطالعہ کے لیے کتاب المصاحف کے عنوانات 'باب ما كتب عثمان من المصاحف' اور 'الإمام الذي كتب منه عثمان المصاحف' وهو مصحفه' اور 'اختلاف مصاحف الأمصار التي نسخت من الإمام' کا مطالعہ فرمائیں۔

علمائے فن کا اس پر اتفاق ہے کہ صرف اسی قراءت کو بطور قرآن ثابت سمجھا جائے جس میں درج ذیل تین شرائط پائی جاتی ہوں:

① وہ صحیح سند سے ثابت ہو اور قراء کے ہاں معروف ہو۔
② مصاحف عثمانیہ میں کسی مصحف کے رسم کے مطابق ہو۔
③ قواعد لغویہ عربیہ کے موافق ہو۔

ہمارے نزدیک کسی قراءات کی قرآنیت کیلئے رسم عثمانی کی موافقت ایک اساسی شرط ہے۔ جس کی بنیاد مصاحف عثمانیہ پر صحابہ کرام کا اجماع ہے، لہٰذا علمائے امت نے ہر دور میں اس کی پابندی کو لازم قرار دیا ہے۔ اس موضوع پر تفصیلی مطالعہ کے لئے اسی شمارے میں موجود مضمون 'قراءات شاذہ اور ثبوت قرآن کا ضابطہ' از محمد اسلم صدیق اور مکتوب بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالمنان نورپوری' مفید رہے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

ہم یہاں یہ بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ایسی قراءات کی تعداد بہت ہی کم ہے جو جمع عثمانی میں نہیں تھیں لیکن صحیح سند کے ساتھ مروی ہیں۔ آرتھر جیفری نے اپنی کتاب 'Materials' میں کتاب المصاحف کی بنیاد پر قراءات کے جو بے شمار اختلافات نقل کیے ہیں' ان میں سے اکثر و بیشتر روایات منقطع اور ضعیف ہیں۔ اور منقطع اور ضعیف روایت کی بنیاد پر کسی مصحف یا قراءت کی نسبت کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی طرف کرنا ہمارے نزدیک کوئی علمی رویہ اور اسلوب نہیں ہے۔

یہ بات بھی واضح رہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی قراءات اور مصاحف کے اختلافات کی صحیح روایات بھی موجود ہیں لہٰذا اگر کسی صحیح روایت سے کسی معروف قاری صحابی کے مجرد اختلاف قراءت یا اختلاف مصحف کا علم حاصل ہوتا ہے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس روایت کو نقل کرنے میں میں ہم کوئی حرج محسوس نہیں کرتے لیکن بطور قرآن تلاوت نہیں کی جاسکتی۔
ذیل میں ہم مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کی طرف منسوب مصاحف و قراءات کا تفصیلی جائزہ لے رہے ہیں۔

مصحف عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما (متوفی ۳۲ھ)

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بعض صحیح روایات و آثار میں مصحف عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ملتا ہے۔ لیکن کیا یہ ایک مکمل مصحف تھا یا قرآن کی چند سورتوں پر مشتمل تھا؟ اس کے بارے میں کوئی صراحت نہیں ملتی۔ بعض روایات سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ یہ ایک نامکمل مصحف تھا۔ 'کتاب المصاحف' کی ایک روایت کے الفاظ ہیں:

حدثنا عبد الله قال: حدثنا عم قال: حدثنا ابن رجاء قال: أخبرنا اسرائيل عن أبي إسحاق عن خمير بن مالك عن عبد الله قال: ”لما أمر بالمصاحف ساء ذلك عبد الله بن مسعود.“ قال: ”من استطاع منكم أن يغل مصحفاً فليغلل فإنه من غل شيئا جاء بما غل يوم القيامة.“ ثم قال عبد الله: ”لقد قرأت القرآن من في رسول الله ﷺ سبعين سورة وزيد بن ثابت صبي أفأترك ما أخذت من في رسول الله ﷺ“

[كتاب المصاحف' باب كراهية عبد الله بن مسعود ذلك]

اس روایت سے تین باتوں کا علم حاصل ہوتا ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمع عثمان رضی اللہ عنہ پر راضی نہ تھے۔ دوسری بات یہ کہ انہوں نے اپنا مصحف چھپا لیا تھا اور لوگوں کو اپنے مصاحف چھپانے کا حکم بھی جاری کیا تھا۔ تیسری بات ان کا یہ اقرار ہے کہ انہوں نے ستر سورتیں اللہ کے رسول ﷺ سے براہ راست حاصل کی ہیں۔ ڈاکٹر محبّ الدین واعظ کے بیان کے مطابق اس روایت کی سند میں خمیر بن مالک راوی کے بارے میں کوئی جرح و تعدیل موجود نہیں ہے لیکن اس روایت میں بیان شدہ پہلی اور تیسری بات کی تصدیق کئی ایک دوسری روایات اور آثار سے بھی ہوتی ہے جو کتاب المصاحف اور بعض تفاسیر میں موجود ہیں۔ لہذا من جملہ روایت کے شواہد موجود ہیں اور 'حسن' درجے کی روایت ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ہی کے بارے میں یہ بھی مروی ہے کہ وہ بعد میں جمع عثمان پر راضی ہو گئے تھے۔ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے 'کتاب المصاحف' میں 'باب رضا عبد الله بن مسعود بجمع عثمان المصاحف' کے عنوان سے ایک باب بھی باندھا ہے اور اس کے تحت ایک روایت بھی نقل کی ہے۔ اس روایت کے مطابق جمع عثمان کے وقت بعض لوگ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے:

”إنا لم نأتك زائرين' و لكنا جئنا حين راعنا هذا الخبر' فقال: إن القرآن أنزل على نبيكم من سبعة أبواب على سبعة أحرف أو حروف' و إن الكتاب قبلكم كان ينزل أو نزل من باب واحد على حرف واحد معناهما واحد.“[كتاب المصاحف' باب رضا عبدالله بن مسعود بجمع عثمان المصاحف]

اس وقت ہمارے پاس حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مصحف کہیں موجود نہیں ہے لہذا بغیر کسی سند کے یہ کہنا کہ ان کے مصحف میں فلاں آیت یوں تھی یا ایسے لکھی ہوئی تھی ایک غیر مستند دلیل ہے۔ ہاں بعض اسناد سے ان سے چند ایک ایسی قراءات ضرور مروی ہیں جو رسم عثمانی کے خلاف ہیں۔ روایت حفص عن عاصم رحمہ اللہ درحقیقت حضرت عبد اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے ثابت ہے اور اس کی اسناد قراء کے ہاں معروف و متواتر ہیں۔ پس تواتر سے یہ بات ثابت ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت وہی تھی جسے آج امت روایتِ حفص کے نام سے پڑھ رہی ہے۔ لہٰذا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سینہ بسینہ مروی اس متواتر روایت کے بالمقابل ان سے مروی ان قراءات کی حقیقت کیا رہ جاتی ہے جن میں اکثر کی اسناد منقطع ہیں اور وہ اخبار آحاد کی قبیل سے ہیں۔

ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں مصحف عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تحت ۲۰ روایات کا تذکرہ کیا ہے۔ ان روایات میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مختلف قراءات کا تذکرہ ہے۔ کسی ایک روایت میں بھی یہ موجود نہیں ہے کہ مصحف ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں یوں لکھا تھا۔ اکثر روایات میں پڑھنے کے الفاظ ہیں اور بعض روایات میں تو صیغہ 'عن' کے ذریعے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کچھ الفاظ نقل کر دیے گئے ہیں جن سے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ ان کی قراءت تھی یا تفسیر یا راوی نے ان ہی سے یہ الفاظ سنے ہیں یا کسی اور سے نقل کیے ہیں۔ جن روایات میں 'قرأ' یا 'یقرأ' کے الفاظ ہیں ان میں بھی یہ وضاحت موجود نہیں ہے کہ ان الفاظ کو بطور تلاوت پڑھا ہے یا اپنے شاگردوں کو منسوخ الفاظ کی تعلیم دینا مقصود تھا جیسا کہ فی زمانہ شیوخ اپنے شاگردوں کو قراءات شاذۃ سے آگاہی کے لیے ان کی تعلیم دیتے ہیں۔

کتاب المصاحف میں مصحف عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ذیل میں سب سے زیادہ قراءات کے اختلافات بیان کیے گئے ہیں۔ اس عنوان کے تحت کل ۲۰ روایات بیان ہوئی ہیں۔ پہلی روایت کے مطابق حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ نساء میں "إن الله لا يظلم مثقال نملة" پڑھا ہے۔ ڈاکٹر محبّ الدین واعظ کے مطابق اس کی سند میں ایک راوی عطاء البزار 'مجهول' ہے۔ دوسری توجیح یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے 'ذرة' کی تفسیر 'نملة' سے کی ہے۔ تیسری توجیح کے مطابق یہ ان مترادفات کے قبیل سے ہے جو عرضہ اخیرہ میں منسوخ ہو چکے تھے۔

دوسری روایت کے مطابق ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ آل عمران میں "واركعي واسجدي في الساجدين" پڑھا ہے۔ اس روایت کی سند میں یحییٰ بن کثیر اور جو یبر 'ضعیف' راوی ہیں لہٰذا روایت قابل قبول نہیں ہے۔ تیسری روایت کے مطابق ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ بقرہ میں 'في مواسم الحج' پڑھا ہے۔ اس روایت کی سند 'منقطع' ہے کیونکہ اس کے راوی عطاء رحمہ اللہ کی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے لہٰذا روایت قابل قبول نہیں۔ چوتھی روایت کے مطابق حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں 'بل يداه بسطان' تھا۔ اس روایت کی سند بھی 'منقطع' ہے۔ حکم بن عتیبۃ رحمہ اللہ کی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ پانچویں روایت کے مطابق ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ بقرہ میں "وتزودوا وخير الزاد التقوى" پڑھا ہے۔ اس روایت کی سند بھی 'منقطع' ہے کیونکہ سفیان رضی اللہ عنہ کی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ چھٹی روایت کے مطابق سورۃ بقرۃ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں "من بقلها و قثائها وثومها وعدسها وبصلها" تھا۔ اس روایت کی سند بھی 'منقطع' ہے کیونکہ ہارون رحمہ اللہ کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں۔ ساتویں روایت کے مطابق ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ بقرہ میں "فی مواسم الحج فابتغوا حينئذ" پڑھا ہے۔ اس روایت کی سند بھی 'منقطع' ہے کیونکہ عطاء رحمہ اللہ کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں۔ آٹھویں روایت کے مطابق حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سورہ بقرہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"من بقلها وقثائها و فومها و عدسها و بصلها" تھی۔ اس روایت کی سند بھی 'منقطع' ہے۔ ابراہیم تیمی رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا۔ نویں روایت کے مطابق حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سورۃ عصر کو "والعصر إن الإنسان لفي خسر وإنه فيه إلى آخر الدهر إلا الذين آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالصبر" پڑھا ہے۔ اس روایت کی سند بھی 'منقطع' ہے۔ میمون بن مھران کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ دسویں روایت کے مطابق ابن مسعود رضی اللہ عنہ سورۃ بقرۃ میں "أولئك لهم نصيب ما اكتسبوا" پڑھتے تھے۔ اس روایت کی سند بھی 'منقطع' ہے۔ سفیان رحمہ اللہ اصحاب عبد اللہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں اور کوئی نام صراحت سے بیان نہیں کرتے اور اصحاب عبد اللہ کی بھی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف اس قراءت کی نسبت موجود نہیں ہے۔ گیارہویں روایت کے مطابق منصور السلمی رحمہ اللہ سورۃ بقرۃ میں 'ولكل جعلنا قبلة يرضونها' پڑھتے تھے۔ اس روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا تذکرہ موجود نہیں ہے لہٰذا سند 'منقطع' ہے۔ بارہویں روایت کے مطابق ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ 'انہوں' نے سورۃ بقرۃ میں "وأقيموا الحج و العمرة للبيت" پڑھا۔ روایت کی سند 'منقطع' ہے کیونکہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے یہ وضاحت نہیں کی کہ کس نے ایسے پڑھا ہے۔ تیرہویں روایت کے مطابق ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں "وأقيموا الحج والعمرة للبيت" تھا۔ اس روایت کی سند میں 'ثویر' نامی راوی 'ضعیف' ہے لہٰذا سند کمزور ہے۔ چودہویں روایت کے مطابق ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ بقرۃ میں "وحيث ما كنتم فولوا وجوهكم قبله" پڑھا ہے۔ روایت کی سند 'منقطع' ہے کیونکہ ابورزین رحمہ اللہ نے اس کی صراحت نہیں کی کہ انہوں نے یہ قراءت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔ پندرہویں روایت کے مطابق حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں "ولا تخافت بصوتك ولا تعال به" تھا۔ اس روایت کی سند بھی 'منقطع' ہے کیونکہ ابورزین نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماعت کی صراحت نہیں کی۔ سولہویں روایت میں بھی سابقہ قراءت ہی بیان ہوئی ہے۔ اس روایت کی سند بھی 'منقطع' ہے۔ ابو عبیدہ بن معن رحمہ اللہ اور ابو محمد بن طلحہ رحمہ اللہ کی طرف سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قراءات سننے کا تذکرہ نہیں ہے۔ سترہویں روایت کے مطابق سورۃ ھود میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے "كذلك أخذ ربك إذا أخذ القرى" بغیر واو پڑھا ہے۔ روایت کی سند 'منقطع' ہے۔ سفیان رحمہ اللہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قراءت سننے کی صراحت نہیں کی۔ انیسویں روایت کے مطابق 'ان' کی قراءت سورۃ بقرۃ میں "فزلزلوا يقول حقيقة الرسول و الذين آمنوا" تھی۔ روایت کی سند 'منقطع' ہے کیونکہ ادریس کوفی نے یہ وضاحت نہیں کی کہ یہ کن کی قراءت تھی۔ بیسویں روایت کے مطابق قرآن کی ۴۸ سورتوں میں اعمش نے اپنے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اختلافات قراءات نقل کیے ہیں۔ طوالت کے خوف سے ہم ان اختلافات کو نقل نہیں کر رہے۔ اس روایت کی سند 'منقطع' ہے کیونکہ اعمش نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماعت کی صراحت نہیں کی۔ اکیسویں روایت کے مطابق سورۃ مائدۃ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں "إنما وليكم الله و رسوله والذين آمنوا والذين يقيمون الصلوة" تھی۔ اس روایت کی سند بھی 'منقطع' ہے۔ جریر بن عبد الحمید کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں۔

آرتھر جیفری نے اپنی کتاب 'Materials' میں 'الفهرست لابن نديم' اور 'الاتقان للسیوطی' سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں موجود سورتوں کی ایک نامکمل فہرست بھی پیش کی ہے۔ ان دونوں فہرستوں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورتوں کی ترتیب مصحف عثمانی کی ترتیب سے مختلف ہے لیکن ان دونوں فہرستوں کی اپنی ترتیب میں بھی اختلاف ہے۔ لہٰذا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں سورتوں کی ترتیب والی روایت مضطرب ہوئی اور نا قابل قبول ہے۔ ابن ندیم رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۸ھ) کی پیش کردہ فہرست کے مطابق ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں مصحف عثمانی کے بالمقابل ۹ سورتیں غائب ہیں۔ ابن ندیم رحمہ اللہ نے فضل بن شاذان (متوفی ۲۶۰ھ) کے حوالے سے مصحف ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی درج ذیل فہرست پیش کی ہے۔

قال الفضل بن شاذان: وجدت في مصحف عبد الله بن مسعود تأليف سور القرآن على هذا الترتيب البقرة، النساء، آل عمران، المص، الأنعام، المائدة، يونس علیہ السلام، النحل، هود، يوسف، بني إسرائيل، الأنبياء، المؤمنون، الشعراء، الصافات، الأحزاب، القصص، النور، الأنفال، مريم، العنكبوت، الروم، يس، الفرقان، الحج، الرعد، سبأ، الملیكة، إبراهيم، ص، الذي كفروا، القمر، الزمر، الحواميم المسبحات، حم المؤمن، حم الزخرف، السجدة، الأحقاف الجاثية، الدخان، إنا فتحنا، الحديد، سبح، الحشر، تنزيل السجدة، ق، الطلاق، الحجرات، تبارك الذى بيده الملك، التغابن، المنافقون، الجمعة، الحواريون، قل أوحي، إنا أرسلنا نوحا، المجادلة، الممتحنة، يا أيها النبي، لم تحرم، الرحمن، النجم، الذاريات، الطور، اقتربت الساعة، الحاقة، إذا وقعت، ن، والقلم، النازعات، سأل سائل، المدثر، المزمل، المطففين، عبس، هل أتى على الإنسان، القيامة، المرسلات، عم يتساءلون، إذا الشمس كورت، إذا السماء انفطرت، هل أتاك حديث الغاشية، سبح اسم ربك الأعلى، والليل إذايغشى، الفجر، البروج، انشقت، اقرأ باسم ربك، لا أقسم بهذا البلد، والضحى، ألم نشرح لك، والسماء والطارق، والعاديات، أرأيت، القارعة، لم يكن الذين كفروا من أهل الكتاب، الشمس وضحاها، والتين، ويل لكل همزة، الفيل، لإيلاف قريش، التكاثر، إنا أنزلناه، والعصر إن الإنسان لفى خسر، إذا جاء نصر الله، إنا أعطيناك الكوثر، قل يا أيها الكفرون لا أعبد ما تعبدون، تبت يدا أبى لهب وتب ما أغنى عنه ما له و ماكسب، قل هو الله أحد الله الصمد، فذلك مائة وعشر سور. وفي رواية أخرى: الطور قبل الذاريات. قال أبوشاذان قال ابن سيرين: وكان عبد الله بن مسعود لا يكتب المعوذتين في مصحفه و لا فاتحة الكتاب. وروى الفضل بإسناده عن الأعمش، قال فى قوله: قراۃعبداللہ حم سق. "

[الفهرست لابن نديم' باب ترتيب القرآن في مصحف عبدالله بن مسعود: ۳۹]

فضل بن شاذان رحمہ اللہ ایک شیعہ امامیہ فقیہ اور متکلم ہیں جن کی وفات ۲۶۰ھ میں ہوئی۔ ان کی اس روایت پر آرتھر جیفری کے انتقاد اعلیٰ کے اصولوں کی تطبیق کی جائے تو یہ روایت 'ضعیف' ثابت ہوتی ہے۔ اس روایت کا متن ہی اس کی کمزوری کی علامت ہے۔ اس روایت کے آخر میں یہ بیان ہے کہ یہ کل ۱۱۰ سورتیں ہیں حالانکہ یہ کل ملا کر ۱۰۵ سورتیں ہوئیں اور اس فہرست میں ۹ سورتیں یعنی سورۃ فاتحہ' سورۃ الحجر' سورۃ الکھف' سورۃ طٰہٰ' سورۃ نمل' سورۃ شوریٰ' سورۃ زلزال' سورۃ الفلق' سورۃ الناس غائب ہیں۔ خود اس روایت کا متن اس کی تصدیق سے انکاری ہے۔

علاوہ ازیں فضل بن شاذان رحمہ اللہ کی سن وفات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تیسری صدی ہجری میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا کوئی مصحف دیکھا۔ اب اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ تیسری صدی ہجری میں وہ جو مصحف دیکھ رہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں وہ واقعتاً ابن مسعودؓ کا ہے بھی کہ نہیں؟

ابن ندیمؒ (متوفی ۴۳۸ھ) کہتے ہیں کہ میں نے اپنے زمانے یعنی چوتھی' پانچویں صدی ہجری میں کئی ایک ایسے مصاحف دیکھے ہیں جن کے بارے میں لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ ابن مسعودؓ کا مصحف ہے لیکن ان میں سے دو مصحف بھی آپس میں نہیں ملتے۔ ابن ندیمؒ کا کہنا یہ بھی ہے کہ میں نے دوسوسال پرانا یعنی تیسری صدی ہجری کا ایک مصحف دیکھا ہے جس کی نسبت ابن مسعودؓ کی طرف کی جاتی ہے اور اس میں سورۃ فاتحہ بھی موجود ہے۔ ابن ندیمؒ کی عبارت یہ ہے:

”قال محمد بن إسحاق رأيت عدة مصاحف ذكر نساخها أنها مصحف بن مسعود ليس فيها مصحفين متفقين و أكثرها في رق كثير النسخ وقد رأيت مصحفا قد كتب منذ مائتي سنة فيه فاتحه الكتاب . “(أيضاً)

امام سیوطیؒ (متوفی ۹۱۱ھ) نے 'الاتقان' میں مصحف عبد اللہ بن مسعودؓ میں سورتوں کی ترتیب کی جو فہرست بیان کی ہے وہ درج ذیل ہے:

قال ابن أشتة أيضاً: وأخبرنا أبو الحسن بن نافع أن أبا جعفر محمد بن عمرو بن موسى حدثهم قال: حدثنا محمد بن إسماعيل بن سالم حدثنا علي بن مهران الطائى حدثنا جرير ابن عبد الحميد قال: ”تأليف مصحف عبد الله بن مسعود: الطوال البقرة والنساء وآل عمران والأعراف والأنعام والمائدة و يونس. والمئين: براءة والنحل وهود ويوسف والكهف وبني إسرائيل و الأنبياء وطه والمؤمنون والشعراء والصافات. والمثاني: الأحزاب والحج والقصص وطس والنمل والنور والأنفال ومريم والعنكبوت والروم ويٰس والفرقان والحجر والرعد والسبأ والملائكة وإبراهيم وص والذين كفروا ولقمان والزمر والحواميم حم المؤمن والزخرف والسجدة وحمعسق والأحقاف والجاثية والدخان وإنا فتحنا لك والحشر وتنزيل السجدة و الطلاق ون والقلم والحجرات وتبارك والتغابن وإذا جاءك المنافقون والجمعة والصف وقل أوحى وإنا أرسلنا والمجادلة والممتحنة ويا أيها النبي لم تحرم والمفصل: الرحمن والنجم والطور والذاريات واقتربت الساعة والواقعة والنازعات وسأل سائل والمدثر والمزمل والمطففين وعبس وهل أتى والمرسلات والقيامة وعم يتساءلون وإذا الشمس كورت وإذا السماء انفطرت والغاشية وسبح والليل والفجر والبروج وإذا السماء انشقت واقرأ باسم ربك والبلد والضحى والطارق والعاديات وأرأيت والقارعة ولم يكن والشمس وضحاها والتين وويل لكل همزة وألم تر كيف ولإيلاف قريش وألهاكم وإنا أنزلناه وإذا زلزلت والعصر وإذا جاء نصر الله والكوثر وقل ياأيها الكفرون وتبت وقل هو الله أحد وألم نشرح وليس فيه الحمد ولا المعوذتان . “[الإتقان في علوم القرآن' النوع الثامن عشر في جمعه و ترتيبه: ص ۲۲۴]

اس روایت کے مطابق مصحف ابن مسعودؓ میں سورۃ فاتحہ نہ تھی جبکہ ابن ندیمؒ نے جو مصحف دیکھا اس میں سورۃ فاتحہ بھی موجود تھی۔ اس بحث کا خلاصہ کلام وہی ہے جو ابن ندیمؒ نے نکالا ہے کہ ابن مسعودؓ کے مصحف کے بارے میں مروی روایات میں سے کوئی دو روایات یا ان کی طرف منسوب مصاحف میں سے کوئی دو مصحف بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپس میں متفق نہیں ہیں۔پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف ان مصاحف یا روایات کی نسبت میں اضطراب ہے اور مضطرب روایت محدثین کے ہاں 'ضعیف' ہی کی ایک قسم ہے۔ پس ہم یہی ماننے پر مجبور ہیں کہ مصحف عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں وہی قراءات موجود تھیں جو ان سے سینہ بسینہ صحیح ومتواتر سند کے ساتھ آج تک قراء نقل کرتے چلے آ رہے ہیں اور روایت حفص بھی انہی میں سے ایک ہے۔ان میں سے چند ایک اسناد ماہنامہ رشد جون ۲۰۰۹ء' ص ۱۹۵ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

مصحف اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۹ھ یا۲۲ھ یا ۳۰ھ)

مصحف ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے وجود کے بارے میں بھی روایات و آثار ملتے ہیں۔لیکن روایات سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ ان کا یہ مصحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ضبط کر لیا تھا۔جمع عثمانی سے قبل حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا مصحف کیسا تھا یا کن سورتوں پر مشتمل تھا یا اس کا رسم الخط کیا تھا' اس بارے ہمیں کوئی مستند روایات نہیں ملتی۔ جو روایات ان کے مصحف کے احوال کے بارے مروی ہیں وہ باہم متضاد ہیں لہٰذا انتقاد اعلیٰ کے اصول اور مضطرب المتن ہونے کی وجہ سے نا قابل قبول اور ضعیف ہیں۔

ابن ندیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب 'الفہرست' میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے مصحف میں موجود سورتوں کی ترتیب مصحف عثمانی کے برعکس بیان کی ہے۔اس روایت کے مطابق فضل بن شاذان (متوفی ۲۶۰ھ) کسی مبہم ثقہ صاحب سے مصحف ابی رضی اللہ عنہ کی سورتوں کی ترتیب نقل کرتے ہیں۔اس ترتیب کے مطابق ان کے مصحف میں مصحف عثمانی کے بالمقابل ۱۰ سورتیں یعنی سورۃ العنکبوت' سورۃ لقمان' سورۃ الدخان' سورۃ الذاریات' سورۃ التحریم' سورۃ مزمل' سورۃ مدثر' سورۃ البلد اور سورۃ العصر غائب ہیں۔علاوہ ازیں دو سورتوں سورۃ الخلع اور سورۃ الحفد کا اضافہ بھی ہے۔اس روایت میں کل ۱۰۶ سورتوں کا بیان ہے حالانکہ روایت کے آخر میں لکھا ہے کہ یہ کل ۱۱۶ سورتیں ہوئیں یعنی مصحف ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت کی مانند یہ روایت بھی اپنی تکذیب خود ہی کر رہی ہے۔[الفہرست' باب ترتیب القرآن في مصحف أبي بن کعب : ص ۴۰]

امام سیوطی رحمہ اللہ نے 'الإتقان' میں مصحف ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی سورتوں کی جو ترتیب بیان کی ہے وہ ابن ندیم رحمہ اللہ کی ترتیب سے مختلف ہے۔امام سیوطی رحمہ اللہ نے یہ روایت ابن اشتہ رحمہ اللہ (متوفی ۴۹۱ھ) سے نقل کی ہے جو انہوں نے اپنی کتاب 'کتاب المصاحف' میں بیان کی ہے۔ابن اشتہ رحمہ اللہ کی یہ کتاب اس وقت مفقود ہے لہٰذا اس خبر کی بنیاد ہمارے پاس 'الاتقان' ہی ہے۔ابن اشتہ رحمہ اللہ نے یہ روایت محمد بن یعقوب' انہوں نے ابوداؤد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے ابو جعفر الکوفی رحمہ اللہ سے نقل کی ہے۔ابو جعفر الکوفی رحمہ اللہ کی وفات ۲۴۸ھ میں ہوئی۔ابن اشتہ رحمہ اللہ کی بیان کردہ اس فہرست میں مصحف عثمانی کے بالمقابل ۱۰۶ سورتوں کا بیان ہے اور ۸ سورتیں یعنی سورۃ الفرقان' سورۃ فاطر' سورۃ زخرف' سورۃ قمر' سورۃ مجادلہ' سورۃ انسان' سورۃ بروج وغیرہ غائب ہیں علاوہ ازیں دو سورتوں سورۃ الخلع اور سورۃ الحفد کا اضافہ بھی ہے۔[الإتقان' باب النوع الثامن عشر من جمعه و ترتیبه: ص ۲۲۳] یہ دونوں روایات مضطرب ہونے کی وجہ سے نا قابل قبول ہیں۔

علاوہ ازیں کتاب المصاحف ہی کی ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا مصحف اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے پاس بھی یہ مصحف موجود نہ تھا چہ جائیکہ کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سینکڑوں سال بعد اپنے پاس مصحف ابی رضی اللہ عنہ کے ہونے کا دعویٰ کرے۔ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کی روایت کے الفاظ ہیں:

”حدثنا عبد الله قال حدثنا أبو الربيع قال أخبرنا ابن وهب أخبرني عمرو قال: قال بكير حدثني بسر بن سعيد عن محمد بن أبي أن أناسا من أهل العراق قدموا إليه فقالوا: إنما تحملنا إليك من العراق' فأخرج لنا مصحف أبي قال محمد: قد قبضه عثمان. قالوا: سبحان الله! أخرجه لنا. قال: قد قبضه عثمان. [كتاب المصاحف' باب جمع عثمان المصاحف]

ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے مصحف ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے تحت چار روایات کا تذکرہ ہے۔ جن میں چار مقامات قرآنیہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے اختلاف قراءت کا ذکر ہے۔ دوسری اور تیسری روایت میں ان کے ذاتی مصحف کا بھی بیان ہے۔ اس مصحف کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بعد میں ضبط کر لیا تھا۔ پہلی روایت کے مطابق حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے سورہ نساء میں 'فما استمتعتم به منهن إلى أجل مسمى' پڑھا ہے۔ دوسری روایت کے مطابق سورۃ بقرۃ میں ان کے مصحف میں 'للذين يقسمون من نسائهم' کے الفاظ درج تھے۔ تیسری روایت کے مطابق سورۃ بقرۃ ہی میں ان کے مصحف میں 'فلا جناح عليه أن يطوف بهما' لکھا ہوا تھا۔ چوتھی روایت کے مطابق وہ سورہ بقرۃ میں 'فصيام ثلاثة أيام متتابعات' پڑھتے تھے۔ پہلی تین روایات کی سند 'منقطع' ہے۔ آخری روایت کی سند 'صحیح' ہے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سرکاری مصحف جاری کرنے کے بعد یہ مصحف اپنے قبضے میں لے لیا تھا لہٰذا قرآن کی تلاوت میں یہ روایت دلیل نہیں بنتی۔ ہمارے خیال میں یہ دراصل تفسیری نکتہ تھا جو بطور قراءت نقل ہو گیا۔

علاوہ ازیں روایت حفص عن عاصم کی صحیح و متواتر سند حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تک بھی جاتی ہے۔ لہٰذا اس متواتر سند کی موجودگی میں ان کی ایسی قراءات کی کیسے تصدیق کی جاسکتی ہے جو 'ضعیف' اور اخبار آحاد کی قبیل سے ہیں۔ یہ سند ماہنامہ رشد جون ۲۰۰۹ء، ص ۱۹۵ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

مصحف علی بن اَبی طالب رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۰ھ)

کتاب المصاحف میں ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے 'جمع علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ' کے نام سے ایک عنوان باندھا ہے اور اس کے تحت ایک روایت نقل کی ہے۔ اس روایت کے مطابق اللہ کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ قسم کھالی تھی کہ اس وقت تک اپنی چادر نہ اوڑھیں گے جب تک قرآن جمع نہ کر لیں۔ قرآن جمع کرنے سے ان کی مراد کیا تھی؟ اس بارے میں جمہور اہل سنت علماء کا کہنا ہے کہ اس سے ان کی مراد قرآن کو یاد کرنا تھا۔ روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

”حدثنا عبد الله قال حدثنا محمد بن إسماعيل الأحمسي قال حدثنا ابن فضيل عن أشعث عن محمد بن سيرين قال: لما توفي النبي ﷺ أقسم على أن لا يرتدي برداء إلا لجمعة حتى يجمع القرآن في مصحف ففعل، فأرسل إليه أبوبكر بعد أيام أكرهت أمارتي يا أبا الحسن؟ قال: لا والله! إلا أني أقسمت أن لا أرتدي برداء إلا لجمعة، فبايعه ثم رجع. (قال أبوبكر: لم يذكر المصحف أحد إلا أشعث وهو لين الحديث و إنما رووا حتى أجمع القرآن يعني: أتم حفظه فإنه يقال للذي يحفظ القرآن قد جمع القرآن). [كتاب المصاحف' باب جمع علي بن أبي طالب]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس روایت کی سند میں اشعث راوی 'ضعیف' ہے۔ علاوہ ازیں اس کی سند 'معضل' بھی ہے یعنی اس میں ابن سیرین رحمہ اللہ کے بعد دو راوی غائب ہیں۔ امام ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی 'فتح الباری' میں اس جمع سے مراد حفظ ہی لیا ہے۔ امام ابن حجر رحمہ اللہ کا کہنا یہ بھی ہے کہ جن روایات میں 'بین اللوحین' جمع کرنے کا تذکرہ ہے وہ راوی کا وہم ہے۔ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی ابن سیرین رحمہ اللہ کی روایت کو 'ضعیف' کہا ہے۔[فتح الباري: ۱۳/۹]

بفرض محال حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا کوئی مصحف ترتیب دیا بھی تھا تو جمع عثمانی پر ان کی رضا سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انہوں نے یہ مصحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا تھا۔ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کی ایک روایت کے الفاظ ہیں:

حدثنا عبد الله قال حدثنا سهل بن صالح قال حدثنا أبو داؤد و يعقوب قالا: أخبرنا شعبة عن علقمة بن مرثد عن سويد بن غفلة قال: قال علي في المصاحف: "لو لم يصنعه عثمان لصنعته." قال أبو داؤد: عن رجل عن سويد] [كتاب المصاحف' باب اتفاق الناس مع عثمان على جمع المصاحف]

اس روایت میں ایک راوی 'مبہم' ہے لہٰذا سند ضعیف ہے لیکن اس کی تائید بعض دوسری روایات سے بھی ہوتی ہے۔ اگر تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعتاً کوئی علیحدہ سے مصحف تھا تو آج اہل تشیع کے پاس وہ مصحف موجود ہوتا لیکن وہ بھی اہل سنت کی طرح مصحف عثمانی ہی کی تلاوت کرتے ہیں اور اسی کو مصحف سمجھتے ہیں۔

یہ بات بہر حال کثرت طرق سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جمع عثمانی ہی کو ترتیب نزولی کے اعتبار سے جمع کیا تھا لیکن ان کی یہ جمع اس وقت کہاں ہے؟ اس کے بارے کچھ علم نہیں ہے۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے 'الاتقان' میں اس جمع کی طرف اشارہ کیا ہے۔[الإتقان' باب النوع الثامن عشر من جمعه و ترتيبه]

ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے مصحف علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے عنوان کے ذیل میں صرف ایک ہی روایت نقل کی گئی ہے جس کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سورۃ بقرہ میں "آمن الرسول بما أنزل إليه و آمن المؤمنون" پڑھا ہے۔ اس روایت کی سند میں بعض راوی 'ضعیف' ہیں۔ لہٰذا یہ روایت ناقابل قبول ہے۔ اس روایت کو امام سیوطیؒ نے 'الدر المنثور' میں مصنف کی سند سے یوں نقل کیا ہے: "آمن الرسول بما أنزل إليه من ربه وآمن المؤمنون" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب المصاحف کے ناسخین سے 'من ربه' کے الفاظ لکھنے میں رہ گئے تھے۔ اس روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کسی ذاتی مصحف کا تذکرہ نہیں ہے۔

روایت حفص عن عاصم کی صحیح و متواتر سند حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تک بھی جاتی ہے۔ لہٰذا اس متواتر سند کی موجودگی میں ان کی ایسی قراءات کی کیسے تصدیق کی جا سکتی ہے جو 'ضعیف' اور اخبار آحاد کی قبیل سے ہیں۔ یہ سند ماہنامہ رشد جون ۲۰۰۹ء ص ۱۹۵ پر ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

مصحف عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۸ھ)

آرتھر جیفری کے بیان کے مطابق مؤرخ 'زنجانی' نے 'ابو الفتح شہرستانی' کی تفسیر کے مقدمے سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے مصحف میں موجود سورتوں کی ترتیب نقل کی ہے جو مصحف عثمانی کی ترتیب کے خلاف ہے۔ شہرستانیؒ کے بیان کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مصحف کی سورتوں کی ترتیب مصحف عثمانی کے بالمقابل درج ذیل تھی:

" 96, 68, 93, 73, 74, 1, 111, 81, 87, 92, 89, 94, 55, 103, 108, 102, 107, 105, 109,

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

112, 53, 80, 97, 91, 85, 95, 106, 101, 75, 104, 77, 50, 90, 86, 54, 38, 7, 72, 36, 25, 35, 19, 20, 26, 27, 28, 17, 10, 11, 12, 15, 6, 37, 31, 34, 39, 40, 41, 42, 43, 44, 45, 46, 51, 88, 18, 16, 71, 14, 21, 23, 13, 52, 67, 69, 70, 78, 79, 82, 84, 30, 29, 83, 2, 8, 3, 59, 33, 24, 60, 48, 4, 99, 22, 57, 47, 76, 65, 98, 62, 32, 63, 58, 49, 66, 64, 61, 5, 9, 110, 56, 100, 113, 114." (Materials:Codex of Ibne Abbas)

ابو الفتح شہرستانی (متوفی ۵۴۸ھ) ایک شیعہ مفسر اور عالم دین ہیں۔ ان کی تفسیر کا نام 'مفاتیح الأسرار ومصابیح الأبرار' ہے۔ ہمارے علم کی حد تک یہ تفسیر تا حال غیر مطبوع ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس تفسیر کے مقدمے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف اس مصحف کی نسبت کی سند دیکھنی چاہیے۔ آرتھر جیفری نے اس روایت کی کوئی سند بیان نہیں کی اور نہ ہی اس کا تذکرہ کیا ہے۔ بغیر سند کے کوئی روایت کسی مفسر کے محض بیان کر دینے سے کیسے قبول کی جا سکتی ہے؟ جبکہ معاملہ بھی قرآن کا ہو۔

اگر یہ ثابت ہو بھی جائے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کوئی مصحف اس ترتیب پر مبنی تھا تو اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بعض سلف صالحین کے بارے میں یہ مروی ہے کہ انہوں نے جمع عثمانی کو ترتیب نزولی کے مطابق جمع کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس ترتیب کو دیکھ کر پہلی نظر میں ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ صاحب مصحف ترتیب نزولی کے مطابق قرآن کو جمع کرنا چاہتا ہے۔ آج بھی اگر کوئی شخص ذاتی طور پر ترتیب نزولی کے مطابق قرآن کو جمع کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جبکہ وہ مصحف عثمانی کی ترتیب کے مطابق ہی مصحف کی تلاوت اور نشر و اشاعت کا قائل ہو۔

قرآن کی سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے یا اجتہادی۔ اس مسئلے میں سلف صالحین کا اختلاف ہے۔ جمہور کی رائے کے مطابق سورتوں کی ترتیب بھی توقیفی ہے اور اس کے دلائل بھی قوی ہیں۔ آگے چل کر ہم اس مسئلے پر تفصیل سے بحث کریں گے۔

کتاب المصاحف میں مصحف عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے تحت ۳۳ روایات نقل ہوئی ہیں۔ پہلی پانچ روایات کے مطابق حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سورۃ بقرۃ میں 'فلا جناح علی ألا یطوف بھما' پڑھا ہے اور چھٹی روایت کے مطابق 'ألا یطوف فیھما' پڑھا ہے۔ ان روایات کے بعض طرق 'صحیح' ہیں۔ لیکن یہ روایات اخبار آحاد ہیں اور رسم عثمانی کے خلاف ہیں لہٰذا ناقابل قبول ہیں۔ رسم عثمانی میں 'لا' موجود نہیں ہے لہٰذا بطور قرآن نہیں پڑھنا چاہیے البتہ اس بات کا احتمال ہے کہ یہ قراءات ان احرف میں سے ہو جو جمع عثمانی میں نقل ہونے سے رہ گئے۔

اگلی چار روایات کے مطابق حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سورہ بقرۃ میں 'لیس علیکم جناح أن تبتغوا فضلا من ربکم في مواسم الحج' پڑھا ہے۔ ان روایات کے بعض طرق 'صحیح' ہیں۔ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر ہے نہ کہ قراءت۔ امام ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں یہی نقل کیا ہے۔ کتاب المصاحف کی بعض روایات سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مقصود شان نزول کی طرف اشارہ کرنا تھا نہ کہ قراءت کو بیان کرنا جیسا کہ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

قال ابن عباس: "نزلت ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ في مواسم الحج."

[کتاب المصاحف، باب مصحف عبد الله بن عباس]

گیارہویں روایت کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورۃ آل عمران میں 'إنما ذلکم الشیطان یخوفکم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أولیاءہ' پڑھا ہے۔ اس روایت کی سند 'ضعیف جداً' ہے۔ ایک راوی طلحہ الحضرمی 'متروک' ہے۔ بارہویں روایت کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورۃ بقرۃ میں 'أولئك لهم نصيب مما اكتسبوا' پڑھا ہے۔ اس کی سند 'صحیح' ہے لیکن یہ رسم عثمانی کے خلاف ہے لہٰذا ناقابل قبول ہے۔

گیارہویں روایت کے مطابق ان سے سورۃ بقرۃ میں 'وأقيموا لحج و العمرة للبيت' منقول ہے۔ اب یہ معلوم نہیں کہ یہ بطور تفسیر منقول ہے یا بطور تعلیم یا بطور تلاوت۔ روایت کے الفاظ ہیں:

عن سعيد بن جبر عن ابن عباس ''وأقيموا الحج والعمرة للبيت .''[أيضاً]

ڈاکٹر محبّ الدین واعظ کے بیان کے مطابق اس روایت کی سند کا ایک راوی حسین بن معدان 'مجہول' ہے۔

بارہویں روایت کے مطابق ان سے سورۃ شوریٰ میں 'و شاورهم في بعض الأمر' منقول ہے۔ روایت کے الفاظ ہیں:

''عن عمرو بن دينار عن ابن عباس ''وشاورهم في بعض الأمر .''[أيضاً]

اس روایت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے اس آیت کو بطور تلاوت نقل کیا یا پڑھا ہے۔ یہ ان کی تفسیر بھی ہو سکتی ہے اور اپنے شاگردوں کو منسوخ تلاوت کی آگاہی بھی۔ تیرہویں روایت بھی اسی معنی و مفہوم کی ہے۔ ان روایات کی سند 'صحیح' ہے لیکن رسم عثمانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر مقبول ہیں۔ مذکورہ بالا روایت کے الفاظ سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر ہے جسے بعض حضرات نے غلطی سے بطور قراءت نقل کر دیا ہے۔

چودہویں روایت کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورۃ حج میں 'و ما أرسلنا من قبلك من رسول ولا نبي محدث' پڑھا۔ اس روایت کی سند 'صحیح' ہے لیکن رسم عثمانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر مقبول ہے۔ روایت کے الفاظ ہیں:

عن عمرو قال: قرأ ابن عباس: ''و ما أرسلنا من قبلك من رسول و لا نبي محدث .''[أيضاً]

بظاہر یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر معلوم ہوتی ہے جو غلطی سے بطور قراءت نقل ہو گئی کیونکہ نسخہ شربیتی میں 'قرأ' کی بجائے 'قال' کے الفاظ منقول ہیں۔ پندرہویں روایت کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورۃ یٰس میں 'يا حسرة العباد' پڑھا ہے۔ اس کی سند 'صحیح' ہے لیکن رسم عثمانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر مقبول ہے۔ ان مترادفات کے قبیل سے معلوم ہوتی ہے جو عرضہ اخیرہ میں منسوخ ہو چکے ہیں۔ سولہویں روایت کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سورۃ اعراف میں 'كأنك حفي بها' منقول ہے۔ روایت کے الفاظ ہیں:

عن عمرو عن ابن عباس: ''كأنك حفي بها .''[أيضاً]

اس روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بطور قراءت پڑھنے کی صراحت نہیں ہے لہٰذا اسے ان کی تفسیر پر محمول کیا جا سکتا ہے یا یہ ان مترادفات کے قبیل میں سے ہے جو منسوخ ہو چکے ہیں۔ روایت کی سند 'صحیح' ہے لیکن رسم عثمانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے بطور قراءت غیر مقبول ہے۔ یہ بھی امکان ہے کہ ان احرف میں سے ہو جو جمع عثمانی میں نقل ہونے سے رہ گئے۔

سترہویں روایت کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہ سورۃ بقرۃ میں 'و إن عزموا السراح' پڑھا کرتے تھے۔ یہ ان مترادفات کے قبیل سے معلوم ہوتی ہے جو عرضہ اخیرہ میں منسوخ ہو چکے ہیں۔ اس روایت کی سند 'صحیح' ہے لیکن رسم عثمانی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف ہونے کی وجہ سے بطور قراءت غیر مقبول ہے۔ اٹھارہویں روایت کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہ سورۃ آل عمران میں 'و ما یعلم تأویله إلا الله ویقول الراسخون آمنا به' پڑھا کرتے تھے۔ اس روایت کی سند 'حسن' درجے کی ہے لیکن رسم عثمانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر مقبول ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر معلوم ہوتی ہے۔

انیسویں اور اکیسویں روایت کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورۃ بقرۃ میں 'فإن آمنوا بالذی آمنتم به' پڑھنے کا حکم دیا۔ بیسویں روایت میں ہے کہ انہوں نے اس آیت کو اسی طرح پڑھا۔ اکیسویں روایت کے الفاظ ہیں:

حدثنا عبد الله نا نصر بن على قال أخبرني أبي نا شعبة قال: قال لي الأعمش: "ما عندك في قوله: ﴿ فَإِنْ ءَامَنُوا بِمِثْلِ مَآ ءَامَنتُم بِهِ ﴾؟ فقلت له: حدثني أبوحمزة قال: قال ابن عباس: "لا تقل: فإن آمنوا بمثل ما آمنتم به، فإنه ليس لله مثل، ولكن قل: فإن آمنو بالذي آمنتم به فقد اهتدوا." [أيضاً]

اس روایت کی سند 'صحیح' ہے لیکن مصاحف عثمانیہ کے خلاف ہونے کہ وجہ سے غیر مقبول ہے۔ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ ' ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"هذا الحرف مكتوب في الإمام وفي مصاحف الأمصار كلها ﴿ بِمِثْلِ مَآ ءَامَنتُم بِهِ ﴾ و هي كلمة عربية جائزة في لغة العرب كلها، و لا يجوز أن يجتمع أهلُ الأمصار كلها وأصحاب النبي ﷺ معهم على الخطأ، و خاصة في كتاب الله عزوجل و في سنن الصلاة." [أيضاً]

بائیسویں روایت کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورۃ بقرۃ میں 'حافظوا على الصلوات والصلوٰۃ الوسطى وصلاة العصر' پڑھا ہے۔ اس روایت کی سند 'حسن' درجے کی ہے لیکن رسم عثمانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے بطور قراءت غیر مقبول ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے 'الصلوۃ الوسطی' کی تفسیر 'صلاۃ العصر' سے کی تھی۔ [صحیح البخاري، كتاب التفسير، باب حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى] محسوس یہی ہوتا ہے کہ اسے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے غلطی سے تلاوت سمجھ کر نقل کر دیا۔ بہر حال جمع عثمانی میں ان الفاظ کو مصحف میں نہیں رکھا گیا تھا جو ان کے غیر قرآن ہونے کا بین ثبوت ہے۔

تیئسویں روایت کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورۃ نساء میں 'طیبات كانت أحلت لهم' پڑھا تھا۔ اس روایت کی سند 'صحیح' ہے لیکن رسم عثمانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے بطور قراءت غیر مقبول ہے۔ روایت کے الفاظ سے بظاہر محسوس ہوتا ہے یہ ان کی تفسیر ہے یعنی قرآنی آیت کے معنی و مفہوم میں زمانے کا تعین کر رہے ہیں۔

اگلی چار روایات کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورۃ نساء میں 'فما استمتعتم به منهن إلى أجل مسمى' پڑھا ہے۔ اس روایت کی سند 'صحیح' ہے لیکن رسم عثمانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر مقبول ہے۔ ان مترادفات کے قبیل سے معلوم ہوتی ہے جو عرضہ اخیرہ میں منسوخ ہو چکے ہیں اسی لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے مصاحف میں نقل نہیں کروایا۔ ان احرف کے قبیل سے بھی ہو سکتی ہے جو جمع عثمانی میں نقل ہونے سے رہ گئے ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ ہیں:

"حدثنا عبدالله نا حماد بن الحسن نا الحجاج يعني ابن نصير نا شعبة عن أبي سلمة عن أبي نضرة قال: قرأت على ابن عباس: فما استمتعتم به منهن فقال ابن عباس: إلى أجل مسمى

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال: قلت: ما هكذا أقرؤها . قال: والله لقد نزلت معها ، قالها ثلاث مرات .[أيضاً]
آخری روایت کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز میں 'إذا جاء فتح الله و النصر' پڑھا۔اس روایت کی سند 'حسن' درجے کی ہے لیکن رسم عثمانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے بطور قرآن غیر مقبول ہے۔روایت کے الفاظ ہیں:

"عن أبي نوفل بن أبي عقرب قال سمعت ابن عباس يقرأ في المغرب: إذا جاء فتح الله والنصر . "[أيضاً]

ان احرف کے قبیل سے ہو سکتے ہیں جو جمع عثمانی میں نقل ہونے سے رہ گئے ہوں۔

مصحف ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۴ھ)

اس مصحف کا تذکرہ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں کسی عنوان کے تحت نہیں کیا ہے۔بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کا بھی کوئی مصحف تھا۔آرتھر جیفری نے اس مصحف کے وجود کے ثبوت کے طور پر 'کتاب المصاحف' کی تین روایات کو بنیاد بنایا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

پہلی روایت یزید بن معاویہ رحمہ اللہ سے ہے لیکن اس میں صرف ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی قراءت کا تذکرہ ہے۔ان کے کسی مصحف کا ذکر نہیں ہے۔[کتاب المصاحف' باب اتفاق الناس مع عثمان على جمع المصاحف]

دوسری روایت یہ ہے:

"حدثنا عبد الله قال حدثنا ابراهيم بن عبد الله بن أبي شيبة قال حدثنا ابن أبي عبيدة قال حدثنا أبي عن الأعمش عن حبيب بن أبي ثابت عن أبي الشعثاء قال: كنت جالسا عند حذيفة وأبي موسى وعبد الله بن مسعود فقال حذيفة: أهل البصرة يقرؤون قراءة أبي موسى' وأهل الكوفة يقرؤون قراءة عبد الله' أما والله أن لو قد أتيت أمير المؤمنين لقد أمرته بغرق هذا المصاحف' فقال عبد الله: إذا تغرق في غير ماء . "[كتاب المصاحف' باب كراهية عبد الله ابن مسعود ذلك]

اس روایت کا دارومدار حبیب بن ابی ثابت پر ہے اور وہ تیسرے درجے کا 'مدلس' راوی ہے اور عنعنہ سے روایت کر رہا ہے لہٰذا روایت 'ضعیف' ہے۔[كتاب المصاحف مع تحقيق الدكتور محب الدين واعظ: ص ۱۸۱]

اس روایت کے نفس مضمون کی تائید بہت سی دوسری صحیح روایات سے بھی ہوتی ہے۔اس روایت کے بارے میں اپنا تبصرہ ہم پچھلے صفحات میں نقل کر چکے ہیں۔

تیسری روایت درج ذیل ہے:

حدثنا عبدالله قال حدثنا زياد بن يحى أبو الخطاب الحساني حدثنا كثير يعني ابن هشام حدثنا جعفر حدثنا عبدالأعلى بن الحكم الكلابي قال: "أتيت دار أبي موسى الأشعري فإذا حذيفة بن اليمان وعبد الله بن مسعود وأبوموسى الأشعري فوق أجار لهم فقلت: هؤلاء والله الذين أريد فأخذت أرتقي إليهم ، فإذا غلام على الدرجة فمنعني فنازعته ، فالتفت إلي بعضهم . قال: خل عن الرجل ، فأتيتهم حتى جلست إليهم ، فإذا عندهم مصحف أرسل به عثمان وأمرهم أن يقيموا مصاحفهم عليه . فقال أبوموسى: ما وجدتم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

في مصحفي هذا من زيادة فلا تنقصوها وما وجدتم من نقصان فاكتبوه.“
[کتاب المصاحف‘ باب ما کتب عثمان من المصاحف]

اس روایت کی سند میں عبد الاعلی بن الحکم الکلابی کے بارے کوئی جرح و تعدیل مروی نہیں ہے لیکن نفس مضمون کی تائید میں کئی ایک اور روایات بھی موجود ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بارے یہ معروف ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے زمانے میں بصرۃ کا امیر بنا کر بھیجا تھا۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی روایت میں بھی جمع عثمان سے پہلے اہل بصرہ کے مصحف کا تذکرہ ہے اور اس روایت کی سند کو ابن حجر رحمہ اللہ نے 'صحیح' کہا ہے۔ اس لیے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے لیے کسی مصحف کا وجود ماننے میں کوئی تأمل نہیں ہونا چاہیے لیکن ان کی طرف منسوب قراءات کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ صحیح سند ہی سے مروی ہوں تو ان کی نسبت ان کی طرف کی جائے۔

مصحف اُم المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا (متوفی ۴۵ھ)

اس مصحف کے وجود کے ثبوت کے لیے بھی آرتھر جیفری کی بنیاد کتاب المصاحف ہے۔ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے 'کتاب المصاحف' میں مصحف حفصہ رضی اللہ عنہا کے تحت سات روایات بیان کی ہیں۔ ان میں سے بعض طرق 'صحیح' اور بعض 'ضعیف' ہیں۔ ان روایات کے مطابق حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے لیے ایک مصحف تیار کرواتے وقت کاتب کو یہ ہدایت جاری کی کہ وہ سورہ بقرہ میں 'حافظوا علی الصلوات و الصلوة الوسطی و صلاة العصر' لکھے۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

حدثنا عبد الله حدثنا أبو الطاهر قال: أخبرنا ابن وهب قال: أخبرني مالك عن زيد بن أسلم عن عمرو بن رافع أنه قال: ”كنت أكتب مصحفاً لحفصة أم المؤمنين فقالت: إذا بلغت هذا الآية فآذني ﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ﴾ قال: فلما بلغتها آذنتها . فأملت: حافظوا على الصلوات و الصلاة الوسطى وصلاة العصر وقوموا لله قانتين.“ [کتاب المصاحف‘ باب مصحف حفصة زوج النبي ﷺ]

ہم اس کے بارے یہ واضح کر چکے ہیں کہ درحقیقت تفسیر رسول ﷺ تھی جو غلطی سے بطور قراءت نقل ہوگئی۔ ایسی ہی روایات مصحف عائشہ رضی اللہ عنہا اور مصحف ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ذیل میں بھی ابن ابی داؤد رحمہ اللہ لائے ہیں جس سے اس روایت کی حقیقت مزید مشتبہ ہوجاتی ہے یعنی ایک ہی واقعہ تین ازواج کی طرف منسوب کیا گیا جس سے محسوس ہوتا ہے کہ اس روایت کے متن میں اضطراب ہے۔ آرتھر جیفری کے انتقاد اعلیٰ کے اصول کو بھی سامنے رکھا جائے تو اس واقعے کا ثبوت مشتبہ قرار پاتا ہے کیونکہ ایک ہی واقعے کی نسبت تین مختلف ازواج مطہرات کی طرف کی جا رہی ہے۔ علاوہ ازیں اگر اس روایت کو 'صحیح' قرار بھی دیا جائے تو یہ مصحف درحقیقت مصحف عثمانی ہی کی ایک نقل تھا سوائے ایک مقام کے اختلاف کے۔

مصحف اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۳ھ)

اس مصحف کا تذکرہ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے نہیں کیا ہے۔ آرتھر جیفری کے بیان کے مطابق ابن جزری رحمہ اللہ کی کتاب 'النشر' میں یہ موجود ہے کہ یہ صحابی رضی اللہ عنہ بھی ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک تھے جنہوں نے اللہ کے رسول ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے زمانے میں قرآن جمع کیا تھا۔ آرتھر جیفری نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس روایت کی سند کمزور ہے لیکن اس نے وہ روایت نقل نہیں کی۔ (Materials: Codex of Anas bin Malik)

ہمارے خیال میں یہ تو کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ ان کے پاس کوئی ایسا مصحف تھا جو مصحف عثمانی کے رسم و قراءات کے مخالف تھا۔ مجرد اس بنیاد پر کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ مروی ہو کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن جمع کرتے تھے' یہ کیسے ثابت کیا جا سکتا ہے کہ ان کا مصحف' مصحف عثمانی سے علیحدہ کوئی اور ہی مصحف تھا۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

"إن زيد بن ثابت قال: أرسل إلي أبوبكر ÷ قال: إنك كنت تكتب الوحي لرسول الله ﷺ فاتبع القرآن فتتبعت." [صحيح البخاري' كتاب فضائل القرآن' باب كاتب النبي ﷺ]

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب بھی تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع قرآن کے مرکزی کردار بھی۔ پس اگر کچھ ضعیف اور منقطع روایت میں یہ بات مذکور ہو کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کچھ حروف قرآنیہ کو رسم عثمانی کے خلاف تلاوت کیا تو کیا ان منقطع روایات کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اس مصحف کے بالمقابل قبول کر لیا جائے جو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جمع کیا جبکہ جمع عثمانی کی ان کی طرف نسبت بھی قطعیت سے ثابت ہو۔

واقعہ یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بھی اور اپنے طور پر بھی قرآن کو لکھتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت کے پاس آپؐ کے زمانے میں لکھے ہوئے نامکمل مصاحف موجود تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں انہی جزوی مصاحف ہی سے تو ایک مکمل مصحف کی تیاری ہوئی تھی۔ جمع صدیقی میں یہ بات بطور شرط مقرر کی گئی تھی کہ کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ سے اس وقت تک آیات قرآنیہ نہیں لی جائیں گی جب تک کہ وہ دو صحابہ رضی اللہ عنہم کی گواہی اس بات پر نہ پیش کر دے کہ اس نے یہ آیات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی لکھی تھیں۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"فتتبعت القرآن أجمعه من العسب واللخاف وصدور الرجال." [صحيح البخاري' كتاب فضائل القرآن' باب جمع القرآن]

"حدثنا عبد الله قال حدثنا أبو الطاهر قال: أخبرنا ابن وهب أخبرني ابن أبي الزناد عن هشام ابن عروة عن أبيه قال: لما استحر القتل بالقراء، يومئذ فرق أبوبكر على القرآن أن يضيع. فقال لعمر بن الخطاب و لزيد بن ثابت: اقعدا على باب المسجد فمن جاءكما بشاهدين على شيء من كتاب الله فاكتباه." [كتاب المصاحف' باب جمع أبى بكر الصديق ÷ فى المصحف]

اس روایت کی سند 'منقطع' ہے کیونکہ عروۃ بن زبیر رحمہ اللہ کی ملاقات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہے۔ حضرت عروۃ فقہائے مدینہ میں سے ہیں اور ان کی پیدائش تقریباً ۲۳ھ میں ہوئی۔ اس روایت کے جمیع راویوں کو ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں 'ثقہ' قرار دیا ہے۔ بہرحال تابعی رحمہ اللہ کے ایک قول کے طور پر اس روایت کی سند مضبوط ہے۔

امام سخاوی رحمہ اللہ نے اس روایت کا معنی یہ بیان کیا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”ومعنى هذا الحديث و الله أعلم من جاءكم بشاهدين على شيء من كتاب الله الذى كتب بين يدي رسول الله ﷺ وإلا فقد كان زيد جامعاً للقرآن .“[كتاب المصاحف مع تحقيق الدكتور محب الدين واعظ: ص ١٥٧ - الإتقان' باب النوع الثامن عشر في جمعه و ترتيبه: ص ٢٠٥-٢٠٦]

ابن حجر رحمہ اللہ نے اس روایت کا معنی یہ بیان کیا ہے:

”وكأن المراد بالشاهدين: الحفظ والكتاب، أو المراد: أنهما يشهدان على أن ذلك المكتوب كتب بين يدى رسول الله ﷺ، أو المراد: أنهما يشهدان على أن ذلك من الوجوه التي نزل بها القرآن' و كان غرضهم أن لا يكتب إلا من عين ما كتب بين يدي النبي ﷺ لا من مجرد الحفظ .“[فتح الباري: ۹/۱۴-۱۵]

امام سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”أو المراد: أنهما يشهدان على أن ذلك مما عرض على النبي ﷺ عام وفاته .“[الإتقان' باب النوع الثامن عشر في جمعه وترتيبه: ٢٠٦]

مصحف عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۳ھ)

اس مصحف کے وجود کے ثبوت کے لیے آرتھر جیفری نے کتاب المصاحف کے بیانات وروایات کو دلیل بنایا ہے۔ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے 'كتاب المصاحف' میں 'مصحف عمر بن خطاب ÷' کے عنوان کے تحت ۱۱ روایات بیان کی ہیں جن میں تین مقامات قرآنیہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اختلافِ قراءت کو نقل کیا گیا ہے۔

ان ۱۱ روایات میں سے کسی ایک روایت میں بھی یہ بات منقول نہیں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا کوئی خاص مصحف تھا جس سے وہ قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔ ان روایات سے بس اتنا معلوم ہوتا ہے کہ تین مقامات پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے متواتر قراءات کے خلاف تلاوت کی ہے۔

سورۃ فاتحہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے 'صراط من أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم و غير الضالين' سورہ آل عمران میں 'الم الله لا إله إلا هو الحى القيام' اور سورہ مدثر میں 'فى جنت يتساءلون يا فلان ما سلكك في سقر' پڑھا ہے۔ پہلی روایت کی سند 'صحیح' دوسری روایت 'حسن لغیرہ' اور تیسری 'ضعیف' ہے۔

پہلی اور دوسری روایت کثرت طرق سے مروی ہے اور کئی ایک مفسرین نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو منسوخ حروف کی تلاوت پر محمول کیا جائے گا یا یہ ان احرف میں سے بھی ہو سکتے ہیں جو جمع عثمانی میں نقل ہونے سے رہ گئے ہوں۔ تیسری روایت کی توضیح وتوجیح کی ضرورت نہیں ہے' اس کے الفاظ ہی یہ بتلانے کے لیے کافی ہیں کہ قرآن نہیں ہے۔

مصحف زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۵ھ)

اس مصحف کا تذکرہ ابن ابی داؤد رضی اللہ عنہ نے نہیں کیا ہے۔ آرتھر جیفری نے اس مصحف کے وجود کے ثبوت کے طور پر امام ابن قتیبہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶ھ) کے ایک قول کو بنیاد بنایا ہے۔ ابن قتیبہ رحمہ اللہ اپنی تاریخ 'المعارف' میں لکھتے ہیں:

”وكان آخر عرض رسول الله ﷺ القرآن على مصحفه وهو أقرب المصاحف من

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصحفنا . "[المعارف' كتاب أخبار الصحابة = باب زيد بن ثابت]

یہ ابن قتیبہ رحمہ اللہ کا مجرد ایک بیان ہے جس کی تائید میں انہوں نے کسی مصدر یا حوالے کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس بیان سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ ان کا یہ مصحف رسم وقراءت میں' مصحف عثمانی سے مختلف تھا۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ کے لیے وحی لکھا کرتے تھے۔ [صحيح البخاري' كتاب فضائل القرآن' باب كاتب النبي ﷺ] لہٰذا اللہ کے رسول ﷺ کے دور میں ان کا مصحف سرکاری مصحف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں جمع قرآن کے انہیں منتخب کیا۔

آرتھر جیفری نے اس مصحف کے ثبوت کے لیے دوسرا حوالہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) کی ایک عبارت کو بنایا ہے۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ کے الفاظ درج ذیل ہیں:

"وكذا ظاهر ما في مصحف عبد الله وزيد بن ثابت كما أخرج ابن الأنباري في المصاحف عن الأعمش ما أفاء الله على رسوله من أهل القرى فلله و للرسول و لذي القربى و اليتامى و المساكين و ابن السبيل . "[روح المعاني، الحشر:۱۰]

علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی اس عبارت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ 'ابن الانباری رحمہ اللہ' کی روایت میں بھی 'مصحف زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' کے الفاظ تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر مان لیا جائے کہ 'ابن الانباری رحمہ اللہ' نے مصحف زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا ہے تو پھر بھی یہ امکان ہے کہ ان کی مراد اس سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی قراءت ہو جیسا کہ ہم ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی کتاب میں جا بجا 'مصحف' بول کر قراءت مراد لیتے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ یہ روایت حضرت اعمش رحمہ اللہ (۶۱ تا ۱۴۸ھ) کی ہے اور ان کی ملاقات حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۵ھ) سے ثابت نہیں ہے لہٰذا روایت 'منقطع' ہے۔

علاوہ ازیں اگر کوئی اس قسم کے مصاحف موجود بھی تھے تو وہ جمع عثمانی سے پہلے تھے۔ جمع عثمانی کے بعد ایسے تمام مصاحف جلا دیے گئے تھے۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

و قال عثمان للرهط القرشيين الثلاثة: "إذا اختلفتم أنتم و زيد بن ثابت في شيء من القرآن فاكتبوه بلسان قريش فإنما نزل بلسانهم . " ففعلوا حتى نسخوا الصحف في المصاحف، فرد عثمان الصحف إلى حفصة، و أرسل إلى كل أفق بمصحف مما نسخوا و أمر بما سواه من القرآن في كل صحيفة أو مصحف أن يحرق .[صحيح البخاري' كتاب فضائل القرآن' باب جمع القرآن]

مؤرخ أحمد بن إسحاق اليعقوبی (متوفی مابعد ۲۹۲ھ) لکھتے ہیں:

"وجمع عثمان القرآن و ألفه' و صير الطوال مع الطوال و القصار مع القصار من السور وكتب في جمع المصاحف من الآفاق حتى جمعت ثم سلقها بالماء الحار و الخل و قيل أحرقها فلم يبق مصحف إلا فعل به ذلك خلا مصحف ابن مسعود . "

[تاريخ يعقوبي' كتاب وفود العرب' باب أيام عثمان]

مصحف عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۳ھ)

اس مصحف کے وجود کے ثبوت کی دلیل کے طور پر آرتھر جیفری نے ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کے بیان کو نقل کیا ہے۔ ابن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابی داؤد رحمہ اللہ نے 'مصحف عبد الله بن زبیر' کے عنوان کے تحت آٹھ روایات بیان کی ہیں۔

پہلی تین روایات کے مطابق انہوں نے سورۃ بقرۃ میں 'لاجناح علیکم أن تنتغوا فضلاً من ربکم فی مواسم الحج' پڑھا ہے۔ یہ 'حسن' درجے کی روایات ہیں لیکن یہ قراءت رسم عثمانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول ہے اور غالب گمان یہی ہے کہ انہوں نے اسے بطور تفسیر پڑھا ہے نہ کہ قرآن۔

چوتھی روایت کے مطابق انہوں نے سورۃ انبیاء میں 'حرام علی قریة' اور سورۃ انعام میں 'و لیقولوا درست' اور سورۃ کہف میں 'في عين حامية' پڑھا ہے۔ یہ تینوں قراءات متواتر اور ثابت شدہ ہیں۔

پانچویں روایت کے مطابق انہوں نے سورۃ مدثر میں 'في جنات يتساءلون يا فلان ما سلكك في سقر' پڑھا ہے۔ اس روایت کی سند 'صحیح' ہے لیکن یہ قراءت رسم عثمانی کے خلاف ہے لہٰذا بطور قرآن اس کا پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اور غالب گمان یہی ہے کہ بطور تفسیر قرآن پڑھا ہے۔

چھٹی روایت کے مطابق ان کی قراءت میں سورۃ مائدۃ میں 'فيصبح الفساق على ما أسروا في أنفسهم نادمين' ہے۔ اس روایت کی سند 'صحیح' ہے لیکن یہ قراءت رسم عثمانی کے خلاف ہے لہٰذا بطور قرآن ناقابل قبول ہے۔ اس کے بارے میں غالب گمان یہی ہے کہ بطور تفسیر قرآن پڑھا ہے۔

ساتویں روایت کے مطابق انہوں نے سورۃ آل عمران میں 'و لتكن منكم أمة يدعون إلى الخير يأمرون بالمعروف و ينهون عن المنكر و يستعينون الله على ما أصابهم' پڑھا ہے۔ یہ قراءت بھی رسم عثمانی کے خلاف ہے لہذا بطور قرآن تلاوت جائز نہیں۔ آٹھویں روایت کے مطابق انہوں نے سورۃ فاتحہ میں 'صراط من أنعمت عليهم' پڑھا ہے۔ اس روایت کی سند کمزور ہے۔ عقبہ یشکری 'ضعیف' راوی ہے۔ علاوہ ازیں ان مترادفات کے قبیل سے ہو سکتی ہے جو عرضہ اخیرہ میں منسوخ ہو چکے ہوں۔ ان آٹھ روایات میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے کسی مصحف کا تذکرہ نہیں ہے۔

مصحف عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵ھ)

مصحف عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے وجود کے ثبوت میں آرتھر جیفری کی بنیاد کتاب المصاحف ہے۔ کتاب المصاحف میں 'مصحف عبد الله بن عمرو' کے عنوان کے ذیل میں ایک روایت بیان کی گئی ہے۔ اس روایت کے مطابق ابو بکر بن عیاش کو شعیب بن شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے اپنے پردادا کے مصحف سے چند ایسے حروف دکھائے جو مروجہ قراءت کے خلاف تھے۔ اس روایت سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کا کوئی مصحف تھا۔ روایت کے الفاظ ہیں:

حدثنا عبد الله حدثنا محمد بن حاتم بن بزيع حدثنا زكريا بن عدي حدثنا أبو بكر بن عياش قال: "قدم علينا شعيب بن شعيب بن محمد بن عبد الله بن عمرو بن العاص فكان الذي بيني و بينه . فقال يا أبا بكر: ألا أخرج لك مصحف عبد الله بن عمرو بن العاص؟ فأخرج حروفاً تخالف حروفنا ." [كتاب المصاحف' باب مصحف عبدالله بن عمرو ÷]

اس سے تو کسی کو بھی انکار نہیں ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس اپنے ذاتی جزوی مصاحف بھی تھے جو قرآن کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض سورتوں پر مشتمل تھے۔ غالب گمان یہی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف کے علاوہ مصاحف کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سرکاری نسخے کے اجراء کے بعد جلا دیا گیا تھا۔ بفرض محال اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے مصاحف دینے سے انکار کر دیا تھا یا انہیں چھپا لیا تھا تو پھر بھی حقیقت یہ ہے کہ یہ امت میں رائج نہ ہو سکے اور مرور زمانہ کے ساتھ ناپید ہو گئے۔ علاوہ ازیں ان مصاحف میں درج شدہ قراءات کی کوئی سند بھی موجود نہیں ہے جیسا کہ مصاحف عثمانیہ میں درج ہر لفظ کی تصدیق پہلے دو صحابہ رضی اللہ عنہم سے کروائی گئی اور پھر اسے لکھا گیا۔

مصحف ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا (متوفی ۵۸ھ)

اس مصحف کے وجود کے ثبوت کے لیے بھی آرتھر جیفری نے ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کی روایات کو دلیل بنایا ہے۔ 'کتاب المصاحف' میں مصحف عائشہ رضی اللہ عنہا کے عنوان کے تحت آٹھ روایات بیان کی گئی ہیں۔

تین روایات کے مطابق مصحف عائشہ رضی اللہ عنہا میں سورۃ بقرۃ میں 'حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی وصلاة العصر' کے الفاظ تھے جبکہ دو روایات کے مطابق انہوں نے کاتب کو یہ ہدایت جاری کی کہ وہ ان کے ذاتی مصحف کو تیار کرتے وقت مذکورہ الفاظ لکھے۔ دو روایات کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عہد نبوی میں یہ قراءت پڑھتی تھیں۔ یہ کل سات روایات ہوئیں۔ ان روایات میں سے بعض طرق 'صحیح' ہیں۔ لیکن یہ قراءات رسم عثمانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول ہیں۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

"حدثنا عبد الله حدثنا أبو طاهر قال أخبرنا ابن وهب قال أخبرني مالك عن زيد بن أسلم عن القعقاع بن حكيم عن أبي يونس مولى عائشة أم المؤمنين أنه قال: أمرتني عائشة + أن أكتب لها مصحفا ثم قالت: "إذا بلغت هذه الآية: ﴿ حِفِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلوٰةِ الْوُسْطٰی ﴾ فآذني." فلما بلغتها، آذنتها. فأملت علي: "حافظوا على الصلوات و الصلاة الوسطى وصلاة العصر وقوموا لله قانتين." ثم قالت: "سمعتها من رسول الله ﷺ." [كتاب المصاحف' باب مصحف عائشة زوج النبي ﷺ]

اس روایت اور کتاب المصاحف کی دوسری روایات سے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مصحف سوائے ایک مقام کے مصحف عثمانی ہی کی نقل تھا کیونکہ انہوں نے مصحف کی تیاری کا کام کاتب پر چھوڑ دیا تھا اور صرف ایک مقام پر کاتب کو خود املاء کروائی تھی۔ اب کاتب نے بقیہ مصحف کہاں سے تیار کیا ہے؟۔ ظاہری بات ہے مصحف عثمانی ہی سے نقل کیا ہے۔

جہاں تک سورۃ بقرۃ کے اختلاف کا معاملہ ہے تو یہ درحقیقت اللہ کے رسول ﷺ کی تفسیر ہے' جسے بعض ازواج نے بطور قرآن نقل کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سرکاری نسخے کے اجراء کے بعد ایسی تفاسیر رسول ﷺ جو بطور قراءات رائج ہوگئی تھیں' ختم ہوگئیں۔

اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس تفسیر رسول ﷺ کو بطور تفسیر ہی قرآن میں باقی رکھا ہو جیسا کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ معمول تھا کہ وہ تفسیری نکات کو اپنے مصاحف میں باقی رکھتے تھے۔ محدثین کی اصطلاح میں اس کو 'إدراج' کہتے ہیں۔ حدیث پڑھنے پڑھانے والے اس اصطلاح سے خوب اچھی طرح واقف ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹھویں روایت کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مصحف میں سورۃ احزاب میں 'إن الله و ملائكته يصلون على النبي و الذين يصلون الصفوف الأول' تھا۔ اس روایت کی سند 'ضعیف' ہے۔ سند میں ابن ابی حمید راوی 'ضعیف' ہے اور راویہ حمیدہ 'مجہول' ہے۔ علاوہ ازیں متن میں اضطراب بھی ہے۔ علاوہ ازیں محسوس یہ ہوتا ہے کہ یہ بھی کوئی تفسیر ہی تھی نہ کہ قراءت۔

مصحف سالم رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۲ھ)

اس مصحف کا تذکرہ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے نہیں کیا ہے۔ آرتھر جیفری کے بیان کے مطابق بعض ضعیف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا بھی کوئی مصحف تھا۔ آرتھر جیفری نے اس روایت کا تذکرہ نہیں کیا لیکن اس روایت کو امام سیوطی رحمہ اللہ نے 'الاتقان' میں ابن اشتہ رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے ابن اشتہ رحمہ اللہ کی اس روایت کو بیان کرتے وقت اسے 'غریب' اور 'منقطع' قرار دیا ہے۔ امام سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”قلت: و من غريب ما ورد في أول من جمعه ما أخرجه ابن أشتة في كتاب المصاحف من طريق كهمس عن ابن بريدة قال: أول من جمع القرآن في مصحف سالم مولى أبي حذيفة...... إسناده منقطع أيضاً و هو محمول على أنه كان أحد الجامعين بأمر أبي بكر .“[الإتقان' النوع الثامن عشر في جمعه وترتيبه: ص ۲۰۵]

مصحف ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا (متوفی ۶۲ھ)

اس مصحف کے ثبوت کے بارے میں آرتھر جیفری کی بنیاد ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کی بعض روایات ہیں۔ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے مصحف ام سلمہ رحمہ اللہ کے عنوان کے تحت چار روایات نقل کی ہیں۔

ان روایات کے مطابق حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے لیے ایک مصحف تیار کرواتے وقت کاتب کو یہ ہدایت جاری کیں کہ وہ سورہ بقرہ میں 'حافظوا على الصلوات و الصلوة الوسطى و صلاة العصر' لکھے۔ بعض روایات 'صحیح' اور بعض 'ضعیف' ہیں۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

”حدثنا عبد الله حدثنا أبو الطاهر حدثنا ابن نافع عن داؤد بن قيس عن عبد الله بن رافع مولى أم سلمة أنها قالت له: اكتب لي مصحفا فإذا بلغت هذه الآية فأخبروني ﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ﴾ قال: فلما بلغتها آذنتها ، فقالت: اكتب ”حافظوا على الصلوات و الصلاة الوسطى و صلاة العصر . “[كتاب المصاحف' باب مصحف أم سلمة + زوج النبي ﷺ]

اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مصحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی کے مصحف کی ایک نقل تھی کیونکہ ام سلمہ رحمہ اللہ نے کاتب کو مصحف تیار کرنے کا کہا ہے اور صرف ایک جگہ اختلاف نقل کرنے کا حکم دیا ہے۔ یعنی اس ایک مقام کے علاوہ کاتب اس مصحف کی کتابت میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے رہنمائی نہیں لے رہا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا یہ مصحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی کے مصحف کی ایک نقل تھی۔

اس میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اسے تفسیر رسول ﷺ کے طور پر اپنے مصحف میں باقی رکھا ہو کیونکہ روایت میں اس کی وضاحت نہیں ہے کہ ان الفاظ کی زیادتی کی وجہ کیا تھی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کا عموماً یہ معمول تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ اپنے مصاحف میں تفسیری نکات کو بھی قلمبند کر لیتے تھے۔ دوسرا احتمال اس کے بارے یہ بھی ہے کہ یہ تفسیر رسول ﷺ تھی جو غلطی سے بطور قراءت نقل ہوگئی اور بعض صحابیات وصحابہ رضی اللہ عنہم جمع عثمانی کے بعد بھی اس کو بطور قراءت نقل کرتے رہے۔ خلاصہ کلام یہی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مصحف' مصحف عثمانی سے علیحدہ کوئی مصحف نہیں تھا بلکہ یہ اس کی نقل اور کاپی تھا۔

مصحف عبید بن عمیر اللیثی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴ھ)

ان کے مصحف کے وجود کی دلیل کے طور پر آرتھر جیفری نے کتاب المصاحف کے بیان کو بنیاد بنایا ہے۔ 'کتاب المصاحف' میں ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے 'مصحف عبید اللہ بن عمیر' کے نام سے عنوان تو باندھا ہے لیکن اس کے تحت کوئی ایسی روایت نقل نہیں کی جس سے ان کے مصحف کے وجود کے بارے میں کوئی اشارہ ملتا ہو۔

ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے مصحف عبید بن عمیر اللیثی رحمہ اللہ کے تحت ایک ہی روایت نقل کی گئی ہے۔ حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"سمعت عبید بن عمر یقول: أول ما نزل من القرآن ﴿ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَكَ ﴾" [کتاب المصاحف' باب و أما مصاحف التابعین فمصحف عبید بن عمیر اللیثي]

اس کی سند 'حسن' درجے کی ہے لیکن اس روایت سے نہ تو ان کے کسی مصحف کے وجود کا ثبوت ملتا ہے اور نہ ہی کسی قراءت کے ثبوت کا۔ حضرت عبید رحمہ اللہ دراصل قرآن کی سب سے پہلے نازل ہونے والی سورت کے بارے میں بتلانا چاہتے ہیں یعنی قرآن نقل نہیں کر رہے بلکہ سورت کا نام نقل کرنا چاہتے ہیں اور سورتوں کو کوئی سا بھی مناسب نام دینے میں کیا اختلاف ہوسکتا ہے؟۔

انہوں نے 'سورة العلق' کو اس نام سے پکارا ہے جو اس کی پہلی آیت کے مترادفات کے قبیل سے ہے۔ متقدمین عموماً کسی سورت کے نام کے طور پر اس کی پہلی آیت وغیرہ کو نقل کر دیتے تھے۔ یہاں انہوں نے سورت کے نام کے طور پر پہلی آیت کے مترادف کو نقل کیا ہے جس میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اسے 'اقرأ باسم ربك الذی خلق' کہتے تو احسن واحوط تھا۔

آرتھر جیفری نے انہیں صحابی رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے حالانکہ یہ صحابی رضی اللہ عنہ نہیں تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں پیدا ہو چکے تھے لیکن آپ ﷺ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ [سیر أعلام النبلاء: ۱۵۷/۴] ابن أبي داؤد رحمہ اللہ نے بھی ان کو تابعین رحمہم اللہ میں شمار کیا ہے۔ [کتاب المصاحف' باب و أما مصاحف التابعین فمصحف عبید بن عمیر]

مصحف اسود بن یزید رحمہ اللہ (متوفی ۷۴ھ)

مصحف اسود بن یزید نخعی رحمہ اللہ کے مصحف کی موجودگی کے بارے میں آرتھر جیفری نے ابن ابی داؤد کے بیان کو بطور دلیل بیان کیا ہے۔ آرتھر جیفری کا کہنا یہ ہے کہ ابن ابی داؤد نے چونکہ مصحف اسود کا نام لیا ہے لہٰذا اس نام کا کوئی مصحف بھی موجود تھا۔ یہ آرتھر جیفری کی وہ جہالت ہے جو اس کے لیے تلاش حق میں رکاوٹ بن گئی۔

ہم یہ بات واضح کر چکے ہیں کہ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کی قراءات کو بھی مصحف کا نام دے دیتے ہیں۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کے نزدیک مصحف سے مراد مصحف ہی ہے تو پھر بھی اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصحف کا وجود ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے کوئی ایسی روایت نقل نہیں کی جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ ایسا کوئی مصحف کسی زمانے میں موجود تھا۔ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے مصحف اسود بن یزید رحمہ اللہ کے عنوان کے تحت ایک ہی روایت نقل کی ہے۔ اس روایت کے مطابق اسود رحمہ اللہ 'صراط من أنعمت علیھم غیر المغضوب علیھم و غیر الضالین' پڑھتے تھے۔ یہ قراءت مصحف عثمانی کے برخلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول ہے۔ اس روایت میں ان کے کسی مصحف کا تذکرہ نہیں ہے۔

اسود بن یزید رحمہ اللہ کے اساتذہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں لہٰذا یہ بات قرین قیاس ہے کہ انہوں نے یہ قراءت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے لی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع عثمان رضی اللہ عنہ سے پہلے اس کی تلاوت کرتے تھے۔ یہ تلاوت ان مترادفات کے قبیل سے معلوم ہوتی ہے جو عرضۂ اخیرہ میں منسوخ ہو چکے تھے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے تک نقل ہوتے رہے۔ ان احرف میں سے بھی ہو سکتی ہے جو جمع عثمانی میں نقل ہونے سے رہ گئے ہوں۔

مصحف علقمہ بن قیس رحمہ اللہ (متوفی مابعد ۶۰ھ)

مصحف علقمہ بن قیس نخعی رحمہ اللہ کے وجود کے بارے میں بھی آرتھر جیفری کا کل اعتماد و مصدر کتاب المصاحف پر ہے۔ امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے اس عنوان کے تحت ایک روایت بیان کی گئی ہے۔ اس روایت کے مطابق علقمہ رحمہ اللہ سورہ فاتحہ میں 'صراط من أنعمت علیھم غیر المغضوب علیھم و غیر الضالین' پڑھتے تھے۔ یہ قراءت مصحف عثمانی کے برخلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول ہے۔ علاوہ ازیں اس روایت میں ان کے کسی مصحف کا تذکرہ نہیں ہے۔ یہ قراءت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت ہے۔ علقمہ رحمہ اللہ کے اساتذہ میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام ملتا ہے لہٰذا قوی طور پر یہ امکان موجود ہے کہ انہوں نے یہ قراءت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حاصل کی ہو اور جمع عثمانی سے پہلے ان کے زمانے میں اس کی تلاوت کرتے ہوں۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ یہ قراءت ان مترادفات کے قبیل سے ہے جو عرضہ اخیرہ میں منسوخ ہو چکے تھے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جمع قرآن تک بعض صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ ان کی تلاوت کرتے رہتے تھے۔

آرتھر جیفری نے 'کتاب المصاحف' کی ایک اور روایت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ جس سے علقمہ رحمہ اللہ کے مصحف کا اشارہ ملتا ہے۔ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ اپنی کتاب میں درج ذیل روایت لائے ہیں:

”حدثنا عبد الله حدثنا شعیب بن أیوب حدثنا یحی حدثنا الحسن بن ثابت قال سمعت الأعمش یقول: أخرج إلینا ابراھیم مصحف علقمة فإذا الألف والیاء فیه سواء.“[کتاب المصاحف' باب اختلاف خطوط المصاحف]

اس روایت میں حسن بن ثابت راوی 'صدوق' ہے اور غریب حدیثیں بیان کرتا ہے۔ ڈاکٹر محبّ الدین واعظ کے بیان کے مطابق اس روایت کا کوئی متابع موجود نہ ہونے کی وجہ سے یہ روایت 'ضعیف' ہے۔

آرتھر جیفری نے اس روایت کو مصحف علقمہ رحمہ اللہ کی دلیل کے طور پر نقل تو کر دیا لیکن وہ اس کے معنی و مفہوم سے ناواقف تھا۔ اس روایت کا معنی یہ ہے کہ سورۃ طہٰ میں ' إن ھذان لسحران' میں الف اور یاء دونوں کے ساتھ قراءت درست ہے۔ یاء کے ساتھ یہ قراءت 'إن ھذین لسحران' بنے گی جو ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی متواتر قراءت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ لہٰذا یہ آیت مبارکہ الف کے ساتھ ہو یا یاء کے ساتھ' دونوں صورتوں میں متواتر قراءت کے مطابق ہوگی۔ پس اس روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت علقمہ رحمہ اللہ کے پاس کوئی ایسا مصحف تھا جو مصحف عثمانی کی قراءت کے خلاف تھا۔

مصحف حطان بن عبد اللہ رقاشی رحمہ اللہ (متوفی مابعد ۷۰ھ)

مصحف حطان بن عبد اللہ رقاشی رحمہ اللہ کے وجود کے بارے میں بھی آرتھر جیفری نے ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کے بیان کو ہی بطور دلیل نقل کیا ہے۔ آرتھر جیفری کا کہنا ہے' چونکہ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں مصحف حطان کے الفاظ کا تذکرہ کیا ہے لہٰذا اس نام سے کوئی مصحف بھی ضرور موجود تھا۔ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں اس عنوان کے تحت بھی ایک ہی روایت بیان کی ہے۔ اس روایت کے مطابق حطان بن عبد اللہ 'سورۃ آل عمران میں 'و ما محمد إلا رسول قد خلت من قبله رسل' پر حلف اٹھاتے تھے۔ اس روایت کی سند 'صحیح' ہے۔

ڈاکٹر محبّ الدین واعظ کے بیان کے مطابق کتاب المصاحف کے نسخہ شربیتی میں 'رسل' کی بجائے 'الرسل' کے الفاظ ہیں جو متواتر قراءت کے مطابق ہیں۔ لہٰذا کسی تاویل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ البتہ نسخہ ظاہریہ کے الفاظ 'رسل' کے ہیں جو رسم عثمانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول ہیں۔ پس نسخہ ظاہریہ کے الفاظ کو کاتب کی غلطی پر محمول کیا جائے گا۔ اس روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حطان بن عبد اللہ رحمہ اللہ کا کوئی مصحف بھی تھا۔ روایت کے الفاظ درج ذیل ہے:

”حدثنا عبد الله حدثنا عبد الله بن سعيد حدثنا ابن علية عن أبي هارون الغنوي قال: كان حطان بن عبد الله يحلف عليها ”و ما محمد إلا رسول قد خلت من قبله رسل.“[كتاب المصاحف، باب مصحف حطان بن عبداللہ]

مصحف سعید بن جبیر رحمہ اللہ (۴۵ھ تا ۹۵ھ)

مصحف سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے وجود کے بارے میں بھی آرتھر جیفری نے 'کتاب المصاحف' ہی کے بیان کو دلیل بنایا ہے۔ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے اس عنوان کے تحت تین روایات کا تذکرہ کیا ہے۔ ان روایات کے مطابق حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے سورہ بقرۃ میں 'و على الذين يطوّقونه' اور سورۃ مائدۃ میں 'أحل لكم الطيبات و طعام الذين أوتوا الكتاب من قبلكم' اور سورۃ اعراف میں 'فإذا هي تلقم ما يأفكون' پڑھا ہے۔

پہلی روایت کی سند 'صحیح' دوسری کی سند میں ایک راوی محمد بن زکریا 'مجہول' اور تیسری میں حسن بن ابی جعفر 'ضعیف' ہے۔ تینوں روایات رسم عثمانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول ہیں۔ ان روایات میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے کسی مصحف کا تذکرہ موجود نہیں ہے۔ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے اساتذہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا نام کثرت سے ملتا ہے۔ 'یطوّقونہ' والی قراءت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بھی تھی۔ اس لیے اس بات کا قوی امکان موجود ہے کہ انہوں نے یہ قراءت ان سے لی ہو۔ پہلی قراءت ان قراءات میں سے معلوم ہوتی ہے جو عرضہ اخیرہ میں منسوخ ہو چکی تھیں یا پھر ان احرف میں سے بھی ہو سکتی ہے جو جمع عثمانی میں نقل ہونے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے رہ گئے۔

مصحف طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۲ھ)

مصحف طلحہ بن مصرف الیامی رحمہ اللہ کے ثبوت میں بھی آرتھر جیفری نے کتاب المصاحف ہی کو بنیاد بنایا ہے۔ اس عنوان کے تحت ابن ابی داؤد نے کسی روایت کو نقل نہیں کیا ہے۔ آرتھر جیفری کے خیال میں نسخہ ظاہریہ کے کاتب سے کچھ سہو ہوا ہے اور اس نے کتاب المصاحف کے کچھ اوراق نقل نہیں کیے۔ بہر حال ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے اس عنوان کے تحت کوئی ایسی روایت نقل نہیں کی جس سے طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ کے کسی مصحف یا اختلاف قراءات کا علم حاصل ہوتا ہو۔

مصحف عکرمہ رحمہ اللہ مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ (۲۵ھ تا ۱۰۵ھ)

مصحف عکرمہ مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے وجود کے بارے میں بھی آرتھر جیفری کا مصدر و ماخذ کتاب المصاحف ہی ہے۔ اس عنوان کے تحت ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے دو روایات کا تذکرہ کیا ہے۔ پہلی روایت میں حضرت عمران بن حدیر کہتے ہیں: 'عن عكرمة أنه كان يقرؤها: و على الذين يطوّقونه .' دوسری روایت میں عاصم الأحول کہتے ہیں: عن عكرمة أنه كان يقرأ هذا الحرف : قَتْل فيه۔

ان دونوں روایات میں عکرمہ رحمہ اللہ کے کسی مصحف کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی دو قراءات کی طرف اشارہ ہے۔ سورۃ بقرۃ میں انہوں نے 'و على الذين يطوقونه' اور 'قَتْل فيه' پڑھا ہے جبکہ متواتر قراءات 'يطيقونه' اور 'يسئلونك عن الشهر الحرام قتال فيه' ہے۔ یہ 'حسن' درجے کی روایات ہیں لیکن رسم عثمانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول ہیں۔ ان روایات میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے کسی مصحف کا تذکرہ موجود نہیں ہے۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب کسی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے جاتے ہیں کہ فلاں تابعی رحمہ اللہ قرآن کے فلاں لفظ کو یوں پڑھتے تھے یا انہوں نے یوں پڑھا تو اس میں دونوں امکانات موجود ہیں۔ ایک یہ کہ انہوں نے اسے بطور قرآن پڑھا ہو اور دوسرا یہ کہ اسے بطور علم پڑھا ہو۔ جیسا کہ آج کے زمانے میں اگر کوئی مقری اپنے شاگردوں کو قراءات شاذہ بطور علم پڑھائے تو یہ جائز ہے۔

مصحف مجاہد بن جبر رحمہ اللہ (۲۰ھ تا ۱۰۳ھ)

مصحف مجاہد رحمہ اللہ کے وجود کے ثبوت میں آرتھر جیفری نے ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کے بیان کو نقل کیا ہے۔ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے اس عنوان کے تحت بھی ایک ہی روایت کا تذکرہ کیا ہے۔ حمید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عن مجاهد أنه كان يقرأ 'فلا جناح عليه ألا يطوف بهما'.

اس روایت میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے کسی مصحف کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ ایک قراءت کا بیان ہے جو رسم عثمانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتبار ہے۔ ڈاکٹر محبّ الدین سبحان کے مطابق اس کی سند میں دو راوی یوسف بن عبد الملک اور معمر 'مجہول' ہیں۔ یہ قراءت حضرت عبد اللہ بن عباس رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے انہی سے لی ہے۔ کیونکہ مجاہد رحمہ اللہ 'ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد بھی ہیں۔ یہ قراءت ان حروف میں سے ہوسکتی ہے جو جمع عثمانی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نقل ہونے سے رہ گئے ہوں۔

مصحف عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ (۲۷ھ تا ۱۱۵ھ)

مصحف عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے وجود کے بارے میں بھی آرتھر جیفری کی کل دلیل کتاب المصاحف کا بیان ہی ہے۔ ابن ابی داود رحمہ اللہ نے اس عنوان کے تحت بھی ایک ہی روایت نقل کی ہے۔ طلحہ بن عمرو رحمہ اللہ کہتے ہیں: عن عطاء أنه قرأ 'يخوفكم أولياءه'. یعنی حضرت عطاء رحمہ اللہ نے سورہ آل عمران میں 'يخوفكم أولياءه' پڑھا ہے۔

اس روایت سے ان کے کسی مصحف کا ثبوت نہیں ملتا۔ ہاں ان کی ایک قراءت کی طرف اشارہ ضرور ہے۔ ڈاکٹر محبّ الدین واعظ کے بیان کے مطابق اس روایت کی سند انتہائی درجے 'ضعیف' ہے۔ سند میں طلحہ بن عمرو 'متروک' راوی ہے۔ علاوہ ازیں یہ قراءت مصاحف عثمانیہ کے رسم کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر مقبول ہے۔

مصحف ربیع بن خثیم رحمہ اللہ (متوفی ۶۳ھ)

اس مصحف کا تذکرہ ابن ابی داود رحمہ اللہ نے نہیں کیا۔ آرتھر جیفری کا کہنا یہ ہے کہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) نے اپنی تفسیر 'روح المعانی' میں اس مصحف کا تذکرہ کیا ہے۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ کا بیان یہ ہے:

وقال سفيان: نظرت في مصحف الربيع فرأيت فيه "فمن لم يجد من ذلك شيئاً فصيام ثلاثة أيام متتابعات ." [روح المعاني، المائدة :۸۹]

اس روایت میں کسی سند کا تذکرہ نہیں ہے یعنی سفیان رحمہ اللہ نے یہ بات کب اور کس سے کہی اور کس نے اسے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ اس کی کوئی تحقیق موجود نہیں ہے۔ لہٰذا ایک مجہول روایت کی بنیاد پر کسی تابعی رحمہ اللہ کے لیے مصحف کے وجود کا اثبات کیسے ممکن ہے؟۔ اس روایت کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اگر اس کی کوئی سند موجود بھی ہو تو یہ ان تفسیری نکات کے قبیل سے ہے جنہیں صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ اپنے مصاحف میں لکھ لیتے تھے۔

مصحف سلیمان الأعمش رحمہ اللہ (۶۱ھ تا ۱۴۸ھ)

مصحف سلیمان بن مہران الأعمش رحمہ اللہ کے وجود کے بارے میں بھی آرتھر جیفری کا انحصار ابن ابی داود رحمہ اللہ کے بیان پر ہے۔ ابن ابی داود رحمہ اللہ نے اس عنوان کے تحت تین روایات نقل کی ہیں۔ ان روایات کے مطابق االأعمش رحمہ اللہ نے سورہ آل عمران میں 'الم الله لا إله إلا هو الحی القيام' اور سورۃ بقرۃ میں 'فيضاعفُه' اور سورۃ انعام میں 'أنعام و حرث حرج' پڑھا ہے۔

پہلی روایت کی سند 'صحیح' ہے لیکن رسم عثمانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے یہ قراءت غیر مقبول ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ یہ ان مترادفات کے قبیل میں سے ہے جو عرضہ اخیرہ میں منسوخ ہو گئے تھے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی تلاوت ثابت ہے یا ان احرف میں سے ہے جو جمع عثمانی میں نقل ہونے سے رہ گئے۔ دوسری روایت کی سند 'حسن' ہے اور یہ متواتر قراءت ہے۔ یہ نافع، ابوعمرو، حمزہ، کسائی اور خلف رحمہم اللہ کی قراءت ہے۔ تیسری روایت کی سند میں شعیب بن ایوب 'مدلس' راوی ہے اور 'عن' سے روایت کر رہا ہے لہٰذا 'ضعیف' ہے۔ علاوہ ازیں رسم عثمانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے بھی یہ قراءت غیر مقبول ہے۔ یہ ان مترادفات کی قبیل سے ہو سکتی ہے جو منسوخ ہو چکے ہیں۔ ان روایاتِ ثلاثہ میں أعمش رحمہ اللہ کے کسی مصحف کا تذکرہ موجود نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصحف جعفر صادق رحمہ اللہ (۸۳ھ تا ۱۴۸ھ)

اس کا تذکرہ امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے کتاب المصاحف میں نہیں کیا ہے۔ آرتھر جیفری کے بیان کے مطابق مؤرخ 'زنجانی' نے 'شہرستانی' کی تفسیر کے مقدمے سے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے مصحف میں موجود سورتوں کی ترتیب نقل کی ہے جو مصحف عثمانی کی ترتیب کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں اس ترتیب میں پہلی سورت یعنی سورت فاتحہ بھی غائب ہے۔ کل ۱۱۳ سورتیں بیان ہوئی ہیں۔ شہرستانی کے بیان کے مطابق امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے مصحف کی سورتوں کی ترتیب مصحف عثمانی کے بالمقابل درج ذیل تھی:

" 96, 68, 73, 74, 111, 81, 87, 92, 89, 93, 94, 103, 100, 108, 102, 107, 109, 105, 113, 114, 112, 53, 80, 97, 91, 85, 95, 106, 101, 75, 104, 77, 50, 90, 86, 54, 38, 7, 72, 36, 25, 35, 19, 20, 56, 26, 27, 28, 17, 10, 11, 12, 15, 6, 37, 31, 34, 39, 40, 41, 42, 43, 44, 45, 46, 51, 88, 18, 16, 71, 14, 21, 23, 32, 52, 67, 69, 70, 78, 79, 82, 84, 30, 29, 83, 2, 8, 3, 33, 60, 4, 99, 57, 54, 13, 55, 76, 65, 98, 59, 110, 24, 22, 63, 58, 49, 66, 61, 62, 64, 48, 9, 5." (Materials: Codex of Ja'far Al-Sadiq)

ابو الفتح شہرستانی (متوفی ۵۴۸ھ) ایک شیعہ مفسر اور عالم دین ہیں۔ ان کی تفسیر کا نام 'مفاتیح الأسرار و مصابیح الأبرار' ہے۔ ہمارے علم کی حد تک یہ تفسیر تا حال غیر مطبوع ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس تفسیر کے مقدمے میں امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف اس مصحف کی نسبت کی سند دیکھنی چاہیے۔ آرتھر جیفری نے اس روایت کی کوئی سند بیان نہیں کی اور نہ ہی اس کا تذکرہ کیا ہے۔ بغیر سند کے کوئی روایت کسی مفسر کے محض بیان کر دینے سے کیسے قبول کی جا سکتی ہے؟ جبکہ معاملہ بھی قرآن کا ہو۔

اگر یہ ثابت ہو بھی جائے کہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا کوئی مصحف اس ترتیب پر مبنی تھا تو اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بعض سلف صالحین کے بارے میں یہ مروی ہے کہ انہوں نے قرآن کو ترتیب نزولی کے مطابق جمع کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس ترتیب کو دیکھ کر پہلی نظر میں ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ صاحب مصحف ترتیب نزولی کے مطابق قرآن کو جمع کرنا چاہتا ہے۔ آج بھی اگر کوئی شخص ذاتی طور پر ترتیب نزولی کے مطابق قرآن کو جمع کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جبکہ وہ مصحف عثمانی کی ترتیب کے مطابق ہی مصحف کی تلاوت اور نشر و اشاعت کا قائل ہو۔ قرآن کی سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے یا اجتہادی۔ اس مسئلے میں سلف صالحین کا اختلاف ہے۔ جمہور کی رائے کے مطابق سورتوں کی ترتیب بھی توقیفی ہے اور اس کے دلائل بھی قوی ہیں۔ لیکن اگر کوئی اس ترتیب کو اجتہادی مانتا ہے تو اس سے گمراہی لازم نہیں آتی۔ اور اگر مصحف عثمانی کی سورتوں کی ترتیب کو اجتہادی مان لیا جائے تو اس ترتیب سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔[الاتقان' النوع الثامن عشر من جمعه و ترتیبه: ص ۲۱۶-۲۱۹] یہ واضح رہے کہ اس بارے علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ آیات کی ترتیب توقیفی ہے۔[أیضاً: ص ۲۱۱-۲۱۶]

مصحف صالح بن کیسان رحمہ اللہ (متوفی ما بعد ۱۴۰ھ)

اس مصحف کے وجود کو ثابت کرنے کے لیے بھی آرتھر جیفری نے ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کے بیان کا سہارا لیا ہے۔ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے اس عنوان کے تحت ایک روایت نقل کی ہے۔ اس روایت کے مطابق صالح بن کیسان نے آل عمران میں 'جائتهم البینت' اور 'جاء تهم البینات' دونوں طرح پڑھا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے سورہ مریم میں 'یکاد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السموات‘ اور ’ تكاد السموات‘ دونوں طرح پڑھا ہے۔ دوسری قراءت ثابت نہیں ہے جبکہ باقی تینوں متواتر ہیں۔ دوسری قراءت رسم عثمانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر مقبول ہے۔ ان روایات میں صالح بن کیسان رحمہ اللہ کے کسی مصحف کا تذکرہ نہیں ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق ان کی عمر ۱۶۰ سال سے زائد تھی۔

مصحف حارث بن سوید رحمہ اللہ متوفی (مابعد ۷۰ھ)

ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں اس مصحف کا تذکرہ نہیں کیا۔ آرتھر جیفری کے بیان کے مطابق ایک تفسیری روایت سے ہمیں اس مصحف کا علم ہوتا ہے جسے مفسرین نے سورۃ فتح کی آیت ۲۶ کے تحت نقل کیا ہے۔

- علامہ زمخشری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”وفي مصحف الحرث بن سويد صاحب عبد الله: ’و كانوا أهلها وأحق بها .‘ وهو الذي دفن مصحفه أيام الحجاج .“[الكشاف، الفتح :۲۶]

اس روایت کی کوئی سند ہمیں نہ مل سکی۔ لہٰذا بغیر سند کے یہ روایت مجہول اور نا قابل قبول ہے۔ علاوہ ازیں خود روایت میں موجود ہے کہ ان کا مصحف دفن کر دیا گیا تھا لہٰذا وہ حجت کیسے بن سکتا ہے؟۔

مصحف محمد بن ابی موسی

اس مصحف کا تذکرہ آرتھر جیفری نے نہیں کیا ہے اگرچہ ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے اس نام سے عنوان باندھا ہے۔ کتاب المصاحف میں اس عنوان کے تحت ایک روایت منقول ہے۔ اس روایت کے مطابق ابن ابی موسی نے سورۃ مائدۃ میں ’و لكن الذين يفترون على الله الكذب و أكثرهم لا يفقهون‘ پڑھا ہے۔ محمد بن ابی موسی کے بارے میں ابن حجر رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ ’مجہول‘ راوی ہے۔ امام عراقی رحمہ اللہ نے ’غیر معروف‘ کہا ہے لہٰذا روایت کی سند کمزور ہے۔ محمد بن ابی موسی کا وجود ہی مشکوک ہے چہ جائیکہ ان کے کسی مصحف کا وجود اس روایت سے ثابت کیا جائے۔

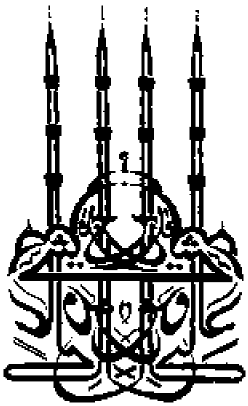

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ